قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

منگل 20/ ستمبر 2022ء | 23/ صفر 1444 ہجری قمری | 20/ تبوک 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 201

ارشاد باری تعالیٰ

اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاَحۡکُمُ بَیۡنَکُمۡ فِیۡمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۵۶﴾

(آل عمران: 56)

ترجمہ: جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ! یقیناً مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں اور تجھے ان لوگوں سے نتھار کر الگ کرنے والا ہوں جو کافر ہوئے، اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالادست کرنے والا ہوں۔ پھر میری ہی طرف تمہارا لوٹ کر آنا ہے۔ جس کے بعد مَیں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

فرمانِ رسولؐ

حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ! ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف نقل مکانی کرتا رہ تا کہ کوئی تجھے پہچان کر دکھ نہ دے۔

(کنزالعمال جلد 2 صفحہ 34 حدیث 5955)

حضرت عیسیٰؑ ہمیشہ سیروسیاحت کیا کرتے تھے اور جہاں شام پڑتی تھی جنگل کی سبزیاں کھاتے اور خالص پانی پیتے تھے۔

(کنزالعمال جلد 2 صفحہ 71 حدیث 6852)

فرمان خلیفہ وقت

احمدی بھی یاد رکھیں کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہی ہیں جو حق و باطل کے معرکے میں دلائل و براہین سے دشمن کا منہ بند کرنے والی ہیں۔ یہ اقتباسات جو مَیں نے پڑھے ہیں اس معاملے میں چند ایک ہیں۔ بے شمار ہیں، کئی گھنٹے لگ جائیں گے اگر ان کو پڑھنا شروع کیا جائے تو۔ اس میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات اور روحانی رفع کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے علاوہ اور مضامین کے۔ بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال ہوتا ہے۔ یہاں جو اٹھان اٹھی ہوئی ہے اس ماحول میں زیادہ رچ بس گئے ہیں کہ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بہت مشکل ہیں اس لئے اس کی بجائے اپنے طور پر اپنے لوگوں کے لئے جو یہاں پڑھے لکھے لوگ ہیں ان کے لئے لٹریچر بنانا چاہئے۔ بے شک اپنا لٹریچر پیدا کرنا چاہئے لیکن اس کی بنیاد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب واقوال پر ہی ہو گی اور کلام پر ہی ہو گی۔ لیکن یہ کہنا کہ یہ مشکل ہے اس لئے براہ راست یہاں ان ملکوں کے لوگ جو ہیں یا بچے جو ہیں یا نوجوان جو ہیں وہ لٹریچر یا کتب پڑھ نہیں سکتے یہ صرف پاکستان یا ہندوستان کے لئے کتب لکھی گئی تھیں۔ یہ غلط سوچ ہے۔ نوجوانوں اور بچوں کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دی جانی چاہئے اور یہ بڑوں کا کام ہے کہ دیں۔ اور اسی طرح ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظاموں کا بھی کام ہے کہ اس طرف توجہ دلائیں یہ بات غلط ہے کہ کیونکہ یہ مشکل ہے اس لئے ہم نہ پڑھیں۔ آہستہ آہستہ پھر بالکل دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں جو عظمت و شوکت ہے وہ ان کا خلاصہ بیان کرکے یا اس میں سے اخذ کرکے نہیں پیدا کی جا سکتی۔

(خطبہ جمعہ 3/ جولائی 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

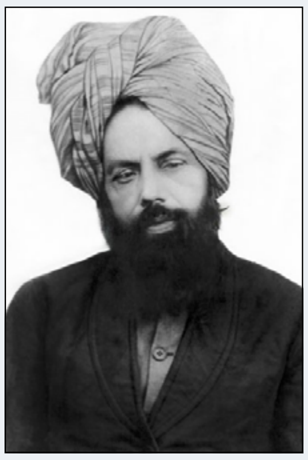

یوز آسف حضرت یسوع کا نام ہے

’’اس کے بعد اور بہت سی کتابوں سے اس واقعہ کا پتہ لگا۔ اور تاریخ کشمیر اعظمی جو قریبًا دوسو برس کی تصنیف ہے، اس کے صفحہ 82 میں لکھا ہے کہ ’’سیّد نصیر الدین کے مزار کے پاس جو دوسری قبر ہے عام خیال ہے کہ یہ ایک پیغمبر کی قبر ہے۔‘‘ اور پھر یہی مؤرّخ اسی صفحہ میں لکھتا ہے کہ ’’ایک شہزادہ کشمیر میں کسی اور ملک سے آیا تھا اور زہد اور تقویٰ اور ریاضت اور عبادت میں وہ کامل درجہ پر تھا وہی خدا کی طرف سے نبی ہوا اور کشمیر میں آکر کشمیریوں کی دعوت میں مشغول ہوا جس کا نام یوز آسف ہے اور اکثر صاحب کشف خصوصاً ملّا عنایت اللہ جو راقم کا مرشد ہے۔ فرما گئے ہیں کہ اس قبر سے برکاتِ نبوت ظاہر ہو رہے ہیں۔‘‘ یہ عبارت تاریخ اعظمی کی فارسی میں ہے جس کا ترجمہ کیا گیا۔ اور محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج میگزین ستمبر 1896ء اور اکتوبر 1896ء میں بہ تقریب ریویو کتاب شہزادہ یوز آسف جو مرزا صفدر علی صاحب، سرجن فوج سرکار نظام نے لکھی ہے تحریر کیا ہے کہ ’’یوز آسف کے مشہور قصہ میں جو ایشیا اور یورپ میں شہرہ آفاق ہو چکا ہے، پادریوں نے کچھ رنگ آمیزی کر دی ہے، یعنی یوز آسف کے سوانح میں جو حضرت مسیح کی تعلیم اور اخلاق سے بہت مشابہ ہے شاید یہ تحریریں پادریوں نے اپنی طرف سے زیادہ کر دی ہیں۔‘‘ لیکن یہ خیال سراسر سادہ لوحی کی بنا پر ہے بلکہ پادریوں کو اُسوقت یوز آسف کے سوانح ملے ہیں جبکہ اس سے پہلے تمام ہندوستان اور کشمیر میں مشہور ہو چکے تھے اور اس ملک کی پُرانی کتابوں میں اُن کا ذکر ہے اور اب تک وہ کتابیں موجود ہیں پھر پادریوں کو تحریف کے لئے کیا گنجائش تھی۔ ہاں پادریوں کا یہ خیال کہ شاید حضرت مسیح کے حواری اس ملک میں آئے ہوں گے اور یہ تحریریں یوز آسف کے سوانح میں اُن کی ہیں یہ سراسر غلط خیال ہے بلکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یوز آسف حضرت یسوع کا نام ہے جس میں زبان کے پھیر کی وجہ سے کسی قدر تغیّر ہو گیا ہے۔ اب بھی بعض کشمیری بجائے یوز آسف کے عیسیٰ صاحب ہی کہتے ہیں۔ جیسا کہ لکھا گیا۔‘‘

(راز حقیقت، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 171)

اس شمارہ میں

- زبان اردو۔غلام مسیح الزماںؑ (منظوم)
- جامع المناھج والاسالیب
- قرآنی انبیاء
- حیاتِ نورالدین
- حدیث کا تعارفی مطالعہ
- ’’تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے‘‘

دربارِ خلافت

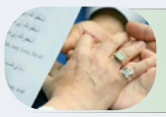

’’دین اور دنیا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو کھول کر اس طرح پیش فرمایا ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا ہے لَا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ(النور: 38)۔ جب دل خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔ اس کی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ آ سکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے، کسی کام میں مصروف ہو مگر اس کا دل اور دھیان اس بچہ میں رہے گا۔ اسی طرح پر جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حال میں بھی خدا تعالیٰ کو فراموش نہیں کرتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 15 ایڈیشن 2003ء)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’دین اور دنیا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 162 ایڈیشن 2003ء)

یہ بالکل درست ہے۔ لیکن فرمایا یہ بھی یاد رکھو کہ ’’ہم یہ نہیں کہتے کہ زراعت والا زراعت کو اور تجارت والا تجارت کو اور ملازمت والا ملازمت کو اور صنعت و حرفت والا اپنے کاروبار کو ترک کر دے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے‘‘۔ یعنی کوئی کام ہی نہ کرے ’’بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ(النور: 38) والا معاملہ ہو۔ دست با کار، دل بایار والی بات ہو‘‘۔ یعنی ہاتھ کام کر رہے ہوں اور دل اپنا خدا تعالیٰ کی طرف توجہ میں رہے۔ فرمایا کہ ’’تاجر اپنے کاروبارِ تجارت میں اور زمیندار اپنے امورِ زراعت میں اور بادشاہ اپنے تختِ حکومت پر بیٹھ کر، غرض جو جس کام میں ہے، اپنے کاموں میں خدا کو نصب العین رکھے اور اُس کی عظمت اور جبروت کو پیشِ نظر رکھ کر اُس کے احکام اور اوامر و نواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے جو چاہے کرے‘‘۔ اللہ تعالیٰ کے جتنے حکم ہیں، جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے کہا ہے یہ کرو، اُن باتوں کے کرنے کو اپنے سامنے رکھو۔ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے رُک جاؤ، اُن باتوں سے رُکنے کو اپنے سامنے رکھو، اُن سے بچنے کی کوشش کرو۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ کے حکم اپنے سامنے رکھو گے تو ایک لائحہ عمل سامنے ہو گا اور پھر اُس کے اندر ہی انسان کام کرتا ہے۔ جو چاہے کرو سے مراد یہ ہے۔ پھر تمہارے لئے اور کوئی راستہ ہی نہیں ہو گا کہ اُنہی رستوں پر چلو جو اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں۔ فرمایا کہ ’’اللہ سے ڈر اور سب کچھ کر‘‘۔ فرمایا کہ ’’اسلام کہاں ایسی تعلیم دیتا ہے کہ تم کاروبار چھوڑ کر لنگڑے لُولوں کی طرح نکمے بیٹھے رہو اور بجائے اس کے کہ اَوروں کی خدمت کرو، خود دوسروں پر بوجھ بنو‘‘۔ یہ نہیں اسلام کہتا کہ کام نہ کرو، سارا دن بیٹھے رہو، ذکرِ الٰہی بھی ہو لیکن اپنے کام بہر حال کرنے ہیں۔ فرمایا ’’نہیں بلکہ سست ہونا گناہ ہے۔ بھلا ایسا آدمی پھر خدا اور اُس کے دین کی کیا خدمت کر سکے گا۔ عیال و اطفال ’’یعنی بیوی بچے‘‘ جو خدا نے اُس کے ذمّے لگائے ہیں اُن کو کہاں سے کھلائے گا؟ پس یاد رکھو کہ خدا کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ تم دنیا کو بالکل ترک کر دو۔ بلکہ اُس کا جو منشاء ہے وہ یہ ہے کہ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰٮهَا ۝ (الشّمس: 10)۔ تجارت کرو، زراعت کرو، ملازمت کرو اور حرفت کرو‘‘۔ کسی پیشے میں بھی جاؤ، ’’جو چاہو کرو مگر نفس کو خدا کی نافرمانی سے روکتے رہو‘‘۔ وہی لوگ فلاح پاتے ہیں جو اپنے نفس کو پاک رکھتے ہیں۔ ’’اور ایسا تزکیہ کرو کہ یہ امور تمہیں خدا سے غافل نہ کر دیں۔ پھر جو تمہاری دنیا ہے یہی دین کے حکم میں آ جاوے گی۔‘‘ یہ دنیا کمانا، یہ تجارتیں، یہ کاروبار، یہ ملازمتیں، یہ بھی پھر دین بن جاتا ہے اگر نیت نیک ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کا عہد ہو۔ فرمایا کہ: ’’انسان دنیا کے واسطے پیدا نہیں کیا گیا۔ دل پاک ہو اور ہر وقت یہ لَو اور تڑپ لگی ہوئی ہو کہ کسی طرح خدا خوش ہو جائے تو پھر دنیا بھی اُس کے واسطے حلال ہے۔ اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔‘‘ یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 550 ایڈیشن 2003ء)

پس یہ ہے وہ حالت جو ہر احمدی کی ہونی چاہئے اور جب آپ عہد کرتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ہماری دنیا بھی دین کے تابع ہو گی۔ ہمارے سے کوئی ایسا کام سرزد نہیں ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور منشاء کے خلاف ہو۔

(خطبہ جمعہ یکم نومبر 2013ء بحوالہ الاسلام)

زبان اردو ـ غلام مسیح الزماںؑ

میں غلامِ مسیح الزماں ہو گئی
ہے حقیقت کہ میں جاوداں ہو گئی

تیری خدمت میں جب سے میں حاضر ہوئی
تب سے ہر قوم کی میں زباں ہو گئی

وہ خزائن جو صدیوں سے مدفون تھے
ان خزائن سے میں ضوفشاں ہو گئی

سب زبانوں کی جامع ہوئی بے گماں
تیری برکت سے میں گلفشاں ہو گئی

تب اکیلی تھی میں، گو وطن میں ہی تھی
تیری خدمت سے میں بے کراں ہو گئی

تو ہے سلطان تحریر وتقریر کا
میں ہوں خوش بخت تیری زباں ہو گئی

مجھ کو بویا فقیروں نے تیرے لیے
تیری تحریر سے میں جواں ہو گئی

میروغالب نے سینچا تھا مجھ کو کبھی
تجھ کو پایا، میں رشکِ جناں ہو گئی

پیشگوئی تھی نشر صحائف کی جو
اس کا میں بھی تو زندہ نشاں ہوگئی

ہر فضیلت کا زندہ نشاں ہوگئی
دیکھو، الہام کی میں زباں ہوگئی

آصف محمود ڈار

خواجہ عبدالعظیم احمد۔ مبلغ سلسلہ نائیجیریا

جامع المناھج والاسالیب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی شہرہ آفاق تصنیف تفسیر کبیر کا ایک اختصاصی مطالعہ

قسط 2

صرفی نحوی ولغوی منہج

جس تفسیر میں قرآن کی صرفی ونحوی تراکیب سے یا قرآنی لغت جو ذو المعارف ہے سے قرآنی مطالب و معانی سمجھنے کی کوشش کی جائے اس خاص منہج کو صرفی ونحوی یا لغوی منہج سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ویسے تو عام طور پر قریباً ہر قسم کی تفسیر میں لغت پر کچھ نہ کچھ بحث ہوتی ہی ہے مگر خاص طور پر اس طرح کے منہج کی تفاسیر میں مفردات قرآن، آیات کی تراکیب، صرف ونحو، اشتقاق و معانی اور لغت وغیرہ کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

اس منہج پر لکھی جانے والی یا اس منہج کو خاص طور پر استعمال کرنے والی تفاسیر میں مندرجہ ذیل معروف ہیں۔

- التبیان فی تفسیر القرآن محمد بن حسن طوسی (385ھ تا 460ھ) (شیعہ تفسیر)
- المفردات فی غریب القرآن لامام راغب الاصفھانی (المتوفیٰ 502ھ)
- املاء مامن بہ الرحمن من وجوہ الاعراب والقراءات فی جمیع القرآن لابی البقاء العکبری (538ھ تا 616ھ)
- التبیان فی اعراب القرآن لابی البقاء العکبری (538ھ تا 616ھ)
- البحر المحیط از ابو حیان غرناطی (654 ھ تا 745ھ)
- اعراب القرآن وبیانہ لمحی الدین بن احمد مصطفی درویش (1908ء تا 1982ء)
- ایسر التفاسیر لکلام لعلی الکبیر لابی بکر جابر الجزائری (1921ء تا 2018ء)

اور برصغیر پاک وہند میں اسی منہج پر لکھی جانے والی تفاسیر میں مندرجہ ذیل مشہور ہیں۔

- لغات القرآن۔۔۔مفہوم القرآن از غلام احمد پرویز (1903ء تا 1985ء)
- مترادفات القرآن از مولانا عبد الرحمٰن کیلانی (1923ء تا 1995ء)

تفسیر کبیر از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ میں صرفی ونحوی/لغوی منہج کی چند مثالیں

آپ سورت طٰہٰ کی آیت 16 اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

’’اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا کے دونوں معنے ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی کہ عذاب کی گھڑی آنے والی ہے، قریب ہے کہ میں اسے چھپادوں اور یہ بھی کہ عذاب کی گھڑی آنیوالی ہے قریب ہے کہ میں اسے ظاہر کر دوں۔ اَخْفَى الشيئَ کے ایک معنے یہ بھی ہوتے ہیں کہ اَزَالَ خِفَاءَهٗ اس کے پردہ کو دور کر دیا، یعنی اسے ظاہر کر دیا۔عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی مجرد فعل کو باب افعال میں لے آئیں تو اس میں سلب کے معنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں، شَكَانی فَاَشْكَيْتُهٗ کہ اس نے شکایت کی تو میں نے اس کی شکایت کا ازلہ کر دیا۔ پس اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا کے دونوں معنے ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی کہ اسے چھپائے رکھوں اور یہ بھی کہ اسے ظاہر کر دوں۔ اگر اس کے معنے چھپائے رکھوں کے کئے جائیں تو اس آیت کا یہ مفہوم ہو گا کہ یہ مخالف اتنے گندے لوگ ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ ان سے اس عذاب کی گھڑی کو پوشیدہ رکھوں تا کہ عذاب ان پر اچانک آ جائے اور انہیں اس کے ازالہ کا کوئی موقع نہ مل سکے۔اور اگر اس کے معنے ظاہر کرنے کے ہوں تو مراد یہ ہو گی کہ وہ گھڑی جو تیری ترقی اور تیرے دشمنوں کی تباہی کے لئے مقدر ہے وہ آ رہی ہے اور قریب ہے کہ میں اس کو ظاہر کر دوں۔ یعنی عنقریب ایسے حالات پیدا ہونے والے ہیں کہ تیرے دشمنوں کی تباہی کے آثار ظاہر ہونے لگ جائیں گے اور میری ان آثار کو ظاہر کرنے سے غرض یہ ہو گی کہ ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق جزا پالے۔ جو ماننے والے ہیں وہ انعام حاصل کر لیں اور جو منکر ہیں وہ سزا پا لیں۔ بِمَا تَسْعٰى میں باء کے معنے مطابق کے ہیں اور ما مصدریہ ہے۔مطلب یہ ہے کہ تا ہر نفس اپنے عمل کے مطابق جزا پالے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 411 پرنٹ ویل امرتسر 2010ء)

سورت النحل کی آیت 6 وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ کی تفسیر میں آپ لکھتے ہیں۔

’’یہ جو فرمایا مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ اس میں مِنْهَا کو پہلے رکھا گیا ہے جو تخصیص کے معنے دیتا ہے۔ اس پر یہ اعتراض پڑ سکتا ہے کہ کیا انسان أَنْعَام کے سوا دوسری چیزوں کے گوشت نہیں کھاتے یا سبزیاں نہیں کھاتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تخصیص کبھی حصر کے مضمون کے اظہار کے لئے آتی ہے اور کبھی یہ بتانے کے لئے کہ اس قسم کی چیزوں میں سے یہ اہم ہے اور اس جگہ پر اس کے یہی معنے ہیں۔ اور مراد یہ ہے کہ تمہاری بڑی غذا أَنْعَام کا گوشت یا دودھ گھی ہے۔ بے شک مرغی شکار وغیرہ بھی انسان کھاتے ہیں۔ لیکن اہم غذا أَنْعَام کا گوشت یا دودھ گھی ہے یا جو بمنزلہ اَنْعَام کے ہیں۔ جیسے نیل گائے یا ہرن وغیرہ۔ یہ چیزیں انسانی غذا کا اہم جزو ہیں اور دوسری اشیاء ان سے اتر کر ہیں۔ اس آیت میں انْعَام کے دو استعمال تو کھول کر بیان فرما دیئے۔ اوّل گرمی سردی کے اثرات سے بچاتے ہیں یعنی ان کی کھالیں اور اون وغیرہ کو تم استعمال کرتے ہو۔ دوسرے یہ کہ تم ان کا گوشت کھاتے ہو اور دودھ پیتے ہو۔ تیسرا لفظ مَنَافِع کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے مراد جانوروں کی تجارت بھی ہوسکتی ہے اور نسل کشی بھی۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 130 پرنٹ ویل امرتسر 2010ء)

سورت البقرہ کی آیت 130 رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ کی تفسیر میں آپ لکھتے ہیں۔

’’اے ہمارے ربّ! ان میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما۔ تنوین تحقیر کے لئے بھی آتی ہے اور تعظیم کے لئے بھی۔ یہاں تعظیم کے لئے آئی ہے اور مطلب یہ ہے کہ ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 187 پرنٹ ویل امرتسر 2010ء)

سورت البقرہ کی آیت 215 کی تفسیر میں ’’حَتّٰى‘‘ اور ’’متیٰ‘‘ کا عربی زبان میں استعمال پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ۔ انہیں مالی مشکلات بھی پیش آئیں اور جانی بھی اور وہ سر سے پاؤں تک ہلا دیئے گئے اور ان پر اس قدر ابتلاء آئے کہ آخر اس وقت کے رسول اور مومنوں کو دُعا کی تحریک پیدا ہوگئی اور وہ پکار اُٹھے کہ اے خدا تیری مدد کہاں ہے۔ اس آیت کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اس کے پاک بندے بھی کسی وقت اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایسے مایوس ہو جاتے ہیں کہ انہیں مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ کہنا پڑتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس مایوسی کا تصور بادی النظر میں پیدا ہوتا ہے اس سے انبیاء اور ان پر ایمان لانے والے کلیۃً پاک ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۸﴾ (یوسف آیت 88) کہ صرف کافر ہی خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب مَتٰى کا لفظ بولیں تو اس سے مراد مایوسی نہیں ہوتی بلکہ تعیین کے لئے ایک درخواست ہوتی ہے اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ فلاں بات کے لئے ایک وقت مقرر فرما دیا جائے۔ ایسا ہی اس جگہ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ کے یہ معنے نہیں کہ وہ مایوسی کا شکار ہو کر ایسا کہتے ہیں بلکہ درحقیقت ان الفاظ میں وہ یہ درخواست کرتے ہیں کہ الٰہی اس بات کی تعیین فرما دی جائے کہ وہ مدد کب آئے گی۔ گویا مزید اطمینان کے لئے وہ آنے والی نصرت سے وقت کی تعیین کروانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد جلد نازل ہو۔ یہ دُعا کا ایک موثر طریق ہے اور اس میں یہ اشارہ مخفی ہے کہ ان پر اس قدر ابتلاء آئے کہ وہ ہلا دیئے گئے اور ان میں دُعا کی تحریک پیدا ہوگئی۔ اور ابتلاؤں کی بڑی غرض بھی یہی ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہو جب مومنوں کو دعا کی تحریک ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ آسمان سے اپنی نصرتِ نازل فرما دیتا ہے۔ اور ان کے مصائب کا خاتمہ کر دیتا ہے۔

مگر اس کے علاوہ ’’حتی‘‘ کے معنے ’’کَیْ‘‘ کے بھی ہوتے ہیں اور یہ معنے کُتب نحو اور قرآن کریم سے ثابت ہیں۔ مغنی اللبیب میں لکھا ہے۔ وَمُرَاوِفَةُ كَيِ التعليلية ’’حَتّٰى‘‘ یعنی ’’حَتّٰى‘‘ کے معنے اس ’’كَيْ‘‘ کے مترادف بھی ہوتے ہیں جو کسی بات کی وجہ بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی اس ’’حَتّٰى‘‘ سے پہلے جو بات ہوتی ہے وہ بعد میں آنے والی بات کے لئے بطور سبب کے ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ بھی ’’حَتّٰى‘‘ ان معنوں میں آیا ہے۔ چنانچہ سورۃ منافقون میں آتا ہے۔ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا (المنٰفقون:8) یعنی جو لوگ رسول کریمؐ کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو۔ تا کہ وہ بھاگ جائیں۔ نحوی اس کی یہ مثال بھی دیتے ہیں کہ اَسْلِمْ حَتّٰى تَدْخُلَ الْجَنَّةَ یعنی فرمانبرداری کرتا کہ تو جنت میں داخل ہو جائے۔ ان معنوں کے لحاظ سے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ زلزلہ جو کفار کے ہاتھوں سے ہم نے پیدا کیا اس کی غرض ہی یہ تھی کہ ہمارے بندے ہم سے مانگیں اور ہم ان کو دیں۔ پس مانگنے کی طرف توجہ پھیرنے اور اپنی قوتِ فضل کو ظاہر کرنے کے لئے اس وقت تک ہم چُپ رہے جب تک کہ ان کے دل میں دعا کی زور سے تحریک پیدا نہ ہوئی۔ اور یہ تحریک ہم نے خود کروائی تا کہ ایک طرف ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھے اور دوسری طرف جب اللہ تعالیٰ کی نصرت معجزانہ طور پر آئے تو ان کے ایمان بڑھیں اور کفار میں سے جو غور کرنے والے ہوں انہیں ہدایت حاصل ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ جب یہ غرض پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے کہ لو اب ہماری مدد آ گئی۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 467۔ 468 پرنٹ ویل امرتسر 2010ء)

فقہی/قانونی منہج / فقیہانہ رجحان

جس تفسیر میں قرآن کریم سے فقہی احکام و مسائل کا استخراج کیا گیا ہو تو ایسی تفسیر کو فقہی منہج کہا جاتا ہے۔اس منہج میں مقلدین اور غیر مقلدین مسلمانوں کی طرز تفسیر میں قدرے اختلاف ہے۔مقلدین اپنے فقہی مذاہب کے علماء وفقہاء کی آراء بتاتے ہیں پھر اس سے استنباط کرتے ہیں جبکہ غیر مقلدین اپنے مخصوص نظریات کے مطابق تفسیر پیش کرتے ہیں۔اس منہج کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس میں قانون اسلامی کو بحث میں لایا جاتا ہے۔ذیل میں دونوں طرح کی تفاسیر کی مثالیں پیش کی جائینگی۔

فقہی منہج پر لکھی جانے والی تفاسیر

- احکام القرآن لامام ابی بکر الجصاص (المتوفی:370ھ) (فقہ حنفی)
- احکام القرآن للکیا الھراسی لعماد الدین ابو الحسن علی بن محمد (التوفی: 504ھ) (فقہ شافعی)
- احکام القرآن لابن العربی (التوفی: 543ھ) (فقہ مالکی)
- کنز العرفان فی فقہ القرآن لمقداد السیوری (التوفی: 826ھ) (فقہ امامی اثنا عشری)

قانونی منہج پر لکھی جانے والی تفاسیر

- نکت القرآن الدالہ علی البیان لمحمد بن علی الکرجی القصاب (التوفی: 360ھ) (اطلاقی قوانین اسلامی)
- الجامع لاحکام القرآن لامام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی (التوفی: 671ھ)

برصغیر پاک و ہند میں فقہی منہج پر لکھی جانے والی تفاسیر میں مندرجہ ذیل مشہور ہیں۔

- معارف القرآن از مفتی محمد شفیع دیوبندی (1897ء- 1976ء) (مقلد حنفی مکتبہ فکر)
- تفسیر القرآن از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی (1923-1995ء) (غیر مقلد اہلحدیث مکتبہ فکر)

تفسیر کبیر از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ میں فقہی/قانونی منہج کی چند مثالیں

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ المصلح الموعود قرآن کریم کی آیت قصاص کو اسلامی فقہ قصاص کی بنیاد قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"بنی نوع انسان کو جو تعلیم دی گئی ہے یہ یہودیوں کی اتباع میں نہیں دی گئی بلکہ ان احکام کے سلسلہ میں دی گئی ہے جو اکیسویں رکوع سے دیئے جا رہے ہیں۔چنانچہ دیکھ لو پچھلی آیات میں بتلایا گیا تھا کہ کامل الایمان لوگوں کی علامات یہ ہوتی ہیں کہ وہ بَاْسَآء میں بھی صبر کرتے ہیں اور ضَرَّآء میں بھی صبر کرتے ہیں اور حِیْنَ الْبَاْس بھی صبر کرتے ہیں یعنی خواہ ان پر مالی مشکلات آئیں اور فقر و فاقہ تک ان کی نوبت پہنچ جائے تب بھی وہ جادہ استقامت پر قائم رہتے ہیں اور خواہ جسمانی مشکلات آئیں اور بیماریاں ان کو گھیر لیں تب بھی وہ صبر کرتے ہیں۔اور خواہ لڑائیوں میں مارے جائیں تب بھی وہ دشمن سے مرعوب نہیں ہوتے۔اس پر سوال پیدا ہوتا تھا کہ آخر یہ صبر کا سلسلہ کب تک چلے گا۔کیا لوگ ہمیں مارتے ہی چلے جائیں اور ہم خاموش بیٹھے رہیں اور اگر ایسا ہو تو ہماری زندگی کی کیا صورت ہوگی؟اس لئے فرمایا کہ تمہارا کام تو یہی ہے کہ تم صبر کرو۔لیکن کچھ اور لوگ جن کے سپرد حکومت کا نظام کیا گیا ہے۔ان کا فرض ہے کہ وہ ایسے ظالموں سے بدلہ لیں اور انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں چنانچہ کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِصَاصُ فِی الۡقَتۡلٰی میں انہی لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے اس جگہ "تم" سے صرف حکام مراد ہیں جو لاء اینڈ آرڈر یعنی نظم وضبط کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔عام لوگ مراد نہیں۔اور کُتِبَ کہہ کر بتایا ہے کہ حکام کا فرض ہے کہ وہ قصاص لیں۔حکام کو یہ اختیار نہیں کہ وہ معاف کر دیں۔ اَلصّٰبِرِیۡنَ فِی الۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیۡنَ الۡبَاۡسِ میں تو عوام مخاطب تھے مگر کُتِبَ عَلَیۡکُمۡ میں صرف حکام سے خطاب کیا گیا ہے کہ وہ قصاص لیں۔اور فِی الۡقَتۡلٰی کہہ کر تصریح کر دی گئی ہے کہ اس میں جروح شامل نہیں۔اور درحقیقت یہی وہ آیت ہے جس میں قتل کی سزا کے متعلق اسلامی تعلیم بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ قتل کی سزا قتل ہے۔اور یہ عام حکم ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فِی الۡقَتۡلٰی فرمایا ہے کہ مقتولوں کے متعلق یہ حکم ہے یہ کوئی سوال نہیں کہ وہ مقتول کون ہو۔اور کس قوم سے تعلق رکھتا ہو۔اس آیت کے سوا قتلِ عمد کی دنیوی سزا کا ذکر قرآن کریم کی کسی اور آیت میں نہیں ہے پس یہی آیت ہے جس پر اسلامی فقہ کی بنیاد ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 358 پرنٹ ویل امرتسر 2010ء)

آپ وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ ﴿۹﴾ سورۃ التکویر آیت 9 کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

"آپ سے عزل کے متعلق پوچھا کہ اس بارہ میں آپ کا کیا حکم ہے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَالِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ۔ رسول کریمؐ نے فرمایا یہ بھی ایک وأدخفی ہے۔یہ روایت مسلم سعید بن ابی ایوب سے اور مالک بن انس سے بھی نقل کی ہے اور ابوداؤد اور الترمذی اور النسائی نے یہ روایت ابی الاسود سے روایت کی ہے۔اس روایت سے بعض لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب عزل بھی وأدخفی ہے تو یہ فعل بھی کسی سزا کا مستحق ہونا چاہئے لیکن یہ بات روایت سے درست معلوم نہیں ہوتی۔اوّل تو اگر عزل منع ہے اس وجہ سے کہ عزل وأدخفی ہے تو پھر حاملہ سے جماع بھی منع ہونا چاہئے کہ حمل کے ایام میں جماع کی حرمت کہیں سے ثابت نہیں حالانکہ وہ وأد قطعی اور یقینی عمل ہے۔دوسرے عزل کے جائز ہونے کے متعلق بھی احادیث آتی ہیں مثلاً ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریمؐ سے عزل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا بے شک کرو جس تنفس کو خدا نے پیدا کرنا ہے وہ تو اُسے بہرحال پیدا کر کے رہے گا (بخاری کتاب القدر باب کان امر اللہ قدراً مقدوراً) پس چونکہ عزل کا جواز بعض دوسری احادیث سے ثابت ہے اس لئے گو یا یہ حدیث بڑے بلند پایہ کی ہے مگر میرے نزدیک اس کے یہی معنے ہیں کہ بلاضرورت ایسا کرنا ٹھیک نہیں۔اگر کوئی شخص بلاضرورت ایسا کرتا ہے تو وہ وأدخفی سے کام لیتا ہے یعنی وہ شخص جس کی عزل سے غرض نسل انسانی کا انقطاع ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم اور گنہگار ہے ورنہ اور کئی صورتیں ایسی ہوسکتی ہیں جن میں عزل ہوسکتا ہے۔مثلاً ایک شخص کی بیوی بیمار ہے۔وہ دوسری شادی کی توفیق نہیں رکھتا لیکن خود اُس میں خدا نے قوائے شہوانیہ پیدا کئے ہیں۔دوسری طرف ڈاکٹر کہتا ہے کہ اگر عورت کو حمل ہوگیا تو اس کی جان کو خطرہ ہوگا ایسی حالت میں نہ صرف عزل جائز ہوگا بلکہ اگر حمل ہو جائے تو اُس کا نکلوا دینا بھی جائز ہوگا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے خود سنا ہے کہ ایسی حالت میں اگر کوئی عورت حمل نہیں نکلواتی اور وہ مر جاتی ہے تو ہمارے

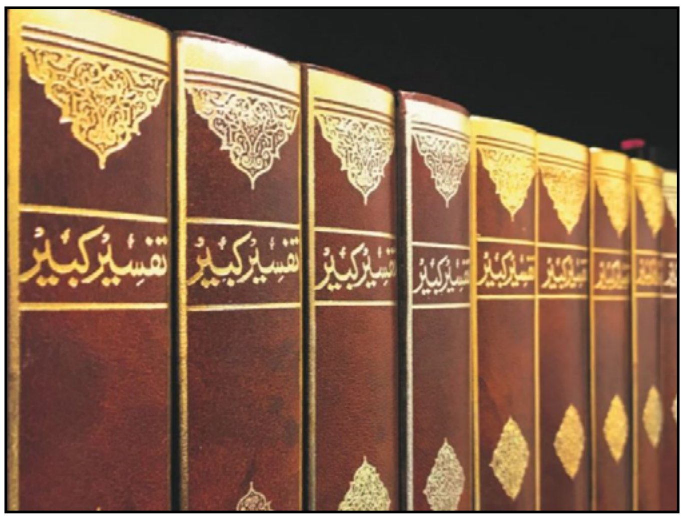

نزدیک وہ خودکشی کرنے والی ہے۔آپ نے فرمایا ایسی حالت میں ضروری ہے کہ بچہ کو نکلوا دیا جائے کیونکہ بچہ کے متعلق تو ہمیں کچھ علم نہیں کہ اُس نے کیسا بننا ہے مگر ایک زندہ وجود ہمارے سامنے ہوتا ہے اور اُس کی جان کی حفاظت اس بات کی متقاضی ہوتی ہے کہ اس کو بچایا جائے اور اس کے بچہ کو تلف ہونے دیا جائے۔لیکن اگر کوئی خشیۃ املاق کی وجہ سے عزل کرتا یا حمل نکلواتا ہے تو وہ ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کرتا ہے۔بہرحال عزل کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ عورت کے حالات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اگر ضرورت کے موقع پر ایسا کیا جاتا ہے تو یہ جائز ہے۔اگر بلاضرورت کیا جاتا ہے تو ناپسندیدہ ہے اور اگر نسل انسانی کے انقطاع کے لئے ایسا کیا جاتا ہے تو حرام ہے۔مثلاً یورپ والے صرف نسل انسانی کے انقطاع کے لئے ایسے کرتے ہیں اور چونکہ اس کے نتیجہ میں قوم تباہ ہو جاتی ہے اس لئے یہ فعل یقیناً ناجائز اور حرام ہوگا۔اور اگر کوئی بلاضرورت کرتا ہے تو وہ ایک مکروہ کام کرتا ہے اور اگر ضرورت حقہ پر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو وہ ایک جائز کام کرتا ہے۔بہرحال اس مسئلہ کے تینوں پہلو ہیں۔جب عزل کو قومی تباہی کا موجب بنا دیا جائے تو یہ حرام ہو جاتا ہے۔جب عزل قومی تباہی کا موجب نہ ہو لیکن اس کی کوئی ضرورت بھی نہ ہو تو یہ مکروہ ہوتا ہے۔اور جب کسی عورت کی جان بچانے کے لئے یا کسی ایسی ہی ضرورت کے لئے جسے شریعت جائز قرار دیتی ہو ایسا کیا جائے تو یہ جائز ہوتا ہے۔پس عزل وأدخفی کے ماتحت نہیں آسکتا۔وہی عزل اس جرم کا مرتکب بناتا ہے جو قومی تباہی کا موجب بن جائے جیسے فرانس وغیرہ ممالک میں اس کا رواج ہو رہا ہے اور جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ وہاں کی آبادی خطرناک حد تک کم ہوگئی ہے اور وہ قوم دوسروں کے مقابلہ میں بالکل مقہور اور ذلیل ہو گئی ہے اسی لئے رسول کریمؐ نے فرمایا: تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ (نسائی جلد دوم کتاب النکاح) کہ جو عورتیں کثرت سے بچے جننے والی ہوں اُن سے شادی کیا کرو کیونکہ اس طرح قوم کی ترقی ہوتی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 223- 224 پرنٹ ویل امرتسر 2010ء)

آپ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً ﴿۳﴾ سورۃ البینۃ آیت 3 کی تفسیر کرتے ہوئے مُطَهَّرَةً کے مختلف معانی بیان کرتے ہوئے اسلامی علم فقہ اور اس کے یہودی و عیسائی فقہ کی اصلاح کرنے کی بے نظیر خوبی کو بیان کرتے ہیں۔

"تیسرے معنے مُطَهَّرَةً کے ڈھلے ہوئے کے ہیں۔ڈھلی ہوئی چیز اصل چیز سے علیحدہ نہیں ہوتی صرف اصل چیز پر جو خارجی اثرات ہوتے ہیں ان میں تبدیلی پیدا کر دی جاتی ہے۔ان معنوں کے لحاظ سے مُطَهَّرَةً کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ فقہی پیچیدگیاں جو یہودیوں یا عیسائیوں نے پیدا کر دی تھیں ان سے قرآن کریم نے نجات دلائی ہے۔یہ ایک قدرتی بات ہے کہ جب بھی کسی مذہب پر لمبا زمانہ گزر جاتا ہے اُس کے

بقیہ صفحہ 12 پر

مرزا خلیل احمد۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

حضرت عزیر علیہ السلام

قسط 24

حضرت عزیرؑ ایک صالح نبی جو قریباً چار سو سال قبل مسیح میں مبعوث ہوئے ہیں،
اپنی قوم کو ترقی دینے کا باعث ہوئے، اس قدر نیکی میں بڑھے کہ یہود نے انہیں ابن اللہ کہنا شروع کر دیا

حضرت عزیرؑ کا قرآن کریم میں ایک جگہ ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا: وَقَالَتِ الۡیَہُوۡدُ عُزَیۡرُ ۣ ابۡنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ قَوۡلُہُمۡ بِاَفۡوَاہِہِمۡ ۚ یُضَاہِـُٔوۡنَ قَوۡلَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ؕ قٰتَلَہُمُ اللّٰہُ ۚ اَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۳۰﴾ (التوبہ: 30) اور یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ (بات) صرف ان کے منہ کی لاف ہے وہ (صرف) اپنے سے پہلے کفار کی باتوں کی نقل کر رہے ہیں۔ اللہ ان کو ہلاک کرے وہ (حقیقت سے) کیسے دور جا رہے ہیں۔

حضرت عزیرؑ صالح انبیاء میں سے تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’جب بابل میں دکھوں کا زمانہ بہت ہو گیا اور ان میں سے بہت صلحاء ہو گئے حتی کہ دانیال، عزرا، حزقیل، یرمیاہ ایسے برگزیدہ بندگان خدا پیدا ہوئے اور انہوں نے جناب الٰہی میں خشوع وخضوع سے دعائیں مانگیں تو ان کو الہام ہوا کہ وہ نسل جس نے گناہ کیا تھا وہ تو ہلاک ہو چکی اب ہم ان کی خبر گیری کرتے ہیں‘‘

(حقائق الفرقان جلد 01 صفحہ 209)

بائبل کے ’’عزرا‘‘ ہی قرآن کریم میں مذکور ’’حضرت عزیر علیہ السلام‘‘ ہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’445 قبل مسیح میڈ اور فارس کے بادشاہ نے جس نے بابل فتح کر لیا تھا۔ اس صلہ میں کہ یہود نے اس کی مدد کی تھی ان کو واپس یروشلم جانے کی اجازت دے دی۔ یہود کے ایک نبی نحمیاہ کو دوبارہ آباد کرنے کے لئے بھیجا گیا تاوہ یروشلم اور دوسرے یہودی مقامات کو دوبارہ آباد کریں۔ اس بادشاہ کا نام خورس تھا اور انگریزی میں اسے سائرس لکھتے ہیں۔ اس نے نہ صرف یہود کو ان کے وطن واپس جانے کی اجازت دی بلکہ وہ سامان جو وہاں سے نبوکدنصر لے گیا تھا وہ بھی ان کو واپس دے دیا۔ (عزرا باب 1 آیت 2، 3، 7، 8)۔ یہ عزرا وہی عزیر ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے کہ یہود انہیں خدا کا بیٹا کہتے تھے‘‘

(تفسیر کبیر جلد 04 صفحہ 304)

حضرت عزیرؑ کا زمانہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’تورات کے متعلق خود یہود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ بخت نصر کے وقت اُسے بالکل مٹا دیا گیا تھا۔ بلکہ عزرا نبی کے وقت تک جو قریباً چار سو سال قبل مسیح ہوا تورات اور دوسرے انبیاء کی کتابوں کا کوئی نسخہ موجود نہیں تھا۔ تب عزرا نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔۔۔ اور پانچ زود نویس چالیس روز تک دوسروں سے الگ تھلگ جا بیٹھے اور انہوں نے الہامی تائید سے ان کتب کو مکمل کیا۔

‘‘(APOCRYPHA 11، ESDRAS 14)

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 105-106)

حضرت عزیرؑ کا اپنی قوم کی ذلت دور کرنا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’یہودیوں کو دیکھ لو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف مبعوث ہوئے اور انہوں نے قوم کو عروج تک پہنچایا۔۔۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔۔۔ پھر تنزل پیدا ہوا تو حضرت شمعونؑ آگئے۔۔۔ غرض ہمیشہ انبیاء کے ذریعہ ہی ان کو ترقی حاصل ہوئی۔ ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی پر ایمان لائے بغیر انہیں محض دنیوی تدابیر سے عروج حاصل ہو گیا۔ اسی طرح بابل کی حکومت نے ان کو تباہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے عزرا نبی کو کھڑا کر دیا جس نے ان کی ذلت دور کی۔ پھر گرے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرما دیا۔ یہ نہیں ہوا کہ دنیوی لیڈروں کی اتباع کر کے انہیں کامیابی حاصل ہوئی ہو یا مادی تدابیر نے ان کو ترقی تک پہنچا دیا ہو‘‘

(تفسیر کبیر جلد 09 صفحہ 557)

یہود کے قول: ’’عزیر اللہ کا بیٹا ہے‘‘ کی حقیقت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’یہودی لوگ یوں تو زبان سے شرک کے قائل نہ تھے مگر وہ ایک نبی کو خدا کا بیٹا قرار دیتے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں ہی آتا ہے کہ یہودی کہتے تھے: عُزَیۡرُ ۣ ابۡنُ اللّٰہِ (توبہ :30) یعنی عزیر اللہ کا بیٹا ہے‘‘

(تفسیر کبیر جلد 05 صفحہ 393)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’چوتھی صدی تک یہود عزیر کو ابن اللہ کہتے تھے‘‘

(حقائق الفرقان جلد 04 صفحہ 222)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ’’دنیا میں کئی مذاہب آتے ہیں پھر مٹتے ہیں۔ ایک فرقہ تھا یہود سے، وہ حضرموت (غربی کنارہ یمن) میں رہتا تھا۔ وہ عزیر کو ابن اللہ کہتے تھے۔ ہجری چوتھی صدی کے اخیر تک انکا بقایا رہا ہے۔ پس یہ اعتراض نہیں چاہیئے کہ اب تو یہود نہیں کہتے کہ عزیر ابن اللہ تھے کیونکہ دنیا میں ایسا ہوتا آیا ہے۔ دیکھو قسطلانی، داود ظاہری اور لیث کے متبعین اب نہیں پائے جاتے مگر کتابوں میں ان کا ذکر ہے‘‘

(حقائق الفرقان جلد 02 صفحہ 286)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’باوجود ان احکام کے (جو تفصیل کے ساتھ انہیں تورات میں دئے گئے تھے) یہود ان کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور ان کے سلوک اپنوں اور بیگانوں سے خراب ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض حضرت عزیر کو ابن اللہ قرار دینے لگ گئے تھے۔ جیسا کہ یہود کا صدوقی فرقہ جو یمن کی طرف رہتا تھا اس شرک میں ملوث ہو چکا تھا‘‘

(الملل والنحل جلد اول صفحہ 99)

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 4)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’آپ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کی ہر اس قوم سے لڑائی کی جو توحید کی دشمن تھی۔۔۔ آپ نے یہود کا بھی مقابلہ کیا جو عزیر کو خدا تعالی کا بیٹا قرار دیتے تھے۔۔۔ اور آخر عرب میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں توحید کو غالب کر کے دکھا دیا اور بتوں کے پرستاروں کو خدائے واحد کے آستانہ پر لا ڈالا‘‘

(تفسیر کبیر جلد 06 صفحہ 575)

یہودیہ کی آبادکاری میں حصہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’اور عزیر اور نحمیاہ دو نبیوں کے ذریعہ سے جب یہودیہ دوبارہ بسایا گیا اور مذہب موسوی کی باگ ڈور کلی طور پر یہودا کے لوگوں کے ہاتھ میں آ گئی تو یہودی کا لفظ نسلی امتیاز یا مقام رہائش کے معنوں سے بالکل الگ ہو کر مذہب (موسوی کے پیرو) کے معنوں میں استعمال ہونے لگا‘‘

(تفسیر کبیر جلد 01 صفحہ 358)

حضرت عزیرؑ کے وقت میں یوروشلم کی آبادی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’ہاروت وماروت جو دو نبی تھے انہوں نے اُس کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ وہ باہر سے حملہ کرے تو یہود اندر سے اُس کی مدد کریں گے۔ اور اُس نے ان کے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ بابل فتح ہونے پر تمہیں واپس یروشلم جانے کی اجازت ہو گی۔ بلکہ میں تمہیں معبد کی تعمیر کیلئے بہت کچھ مدد بھی دونگا۔ چنانچہ اُس نے بابل پر حملہ کیا اور اندر سے یہود نے اُن کی مدد کی اور بابل فتح ہو گیا۔ اور انہیں واپس اپنے وطن جانے کی اجازت ملی۔ اور عزرا نبی کے زمانہ میں یروشلم پھر آباد ہوا۔ اور خورس نے بہت سا سامان اُن کو اپنے پاس سے دیا جس میں لکڑی وغیرہ بھی تھی۔ چنانچہ ہسٹو رینیز ہسٹری آف دی ورلڈ جلد 2 صفحہ 126 میں یہ ذکر پایا جاتا ہے کہ یہود نے خورس سے خفیہ معاہدہ کیا تھا اور اُس کے حملہ آور ہونے پر اندر سے اُس کی مدد کی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ بابل پر قابض ہو گیا اور اُس کی مدد سے یہود بابل کی قید سے رہا ہو کر واپس اپنے وطن چلے گئے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 76)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالی نے یورشلم کو آباد کر دیا تو عزرا نبی تشریف لائے۔ دیکھا کہ جہاں پانی تھا وہاں کھانے پینے کی تمام چیزیں تازہ بتازہ، نوبہ نو (نہ کہ سڑی بسی) موجود ہیں بلکہ مال مویشی اور سواری کے جانور بھی۔ یہ معنے بھی کسی وقت دلچسپی سے خالی نہیں‘‘

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 417)

بائبل کا بخت نصر کے زمانے میں ضائع ہونا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’بائبل کے متعلق یہود کا یہ یقین ہے کہ بخت نصر کے زمانہ میں وہ ضائع ہو گئی تھی پھر عزرا نبی نے اس کو دوبارہ لکھا گویا یہودی تاریخ کے مطابق بھی اصلی بائبل موجود نہیں رہی تھی بعض انسانوں نے خواہ وہ نبی ہی ہوں اس کو دوبارہ درست کر کے لکھا ہے۔ پس اس کی حیثیت محض ایسی رہ گئی جیسا کہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کی حدیثوں کی۔ اور جس طرح احادیث نبویہ کو کتاب اللہ نہیں کہا جا سکتا اس کو بھی کتاب اللہ نہیں کہا جا سکتا‘‘

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 542)

حضرت عزیرؑ کا بائبل کو دوبارہ لکھنا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’تورات کی اندرونی شہادت سے یہ امر واضح ہو رہا ہے کہ یہ کتاب مٹ گئی تھی۔ اور اِس کے مٹنے کا باعث یہ ہوا کہ چھٹی صدی قبل مسیحؑ یعنی چودھویں صدی ابراہیمؑ کے آخر میں جب بخت نصر نے بیت المقدس جو جلا دیا تو تورات کی مقدس کتابیں

بھی جل گئیں اور یہود قید ہو کر بابل میں لے جائے گئے۔ جہاں ستّر سال تک قید رہے۔ اِس اسیری کے بعد وہ رہا ہوئے۔ اور حضرت عزَیرؑ جن کی کتاب پُرانے عہد نامہ میں پائی جاتی ہے انہوں نے اِس کتاب کی تدوین دیگر احباب سمیت کی اور اپنی یادداشت کی بناء پر اُسے لکھا۔

حضرت عزیرؑ کے نام سے ایک اور کتاب عیزڈراس ESDRAS یونانی زبان میں موجود ہے۔ جو حضرت عزیرؑ کی اُس کتاب کے علاوہ ہے جو پُرانے عہد نامہ میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ کتاب موجودہ بائیبل کی کتابوں میں شامل نہیں مگر بائیبل سے کسی درجہ کم نہیں۔ چنانچہ بائیبل کا جو زخیمہ بعد میں مرتب ہوُا ہے اس میں عیزڈراس کو شامل کرلیا گیا ہے۔ اِس کتاب کے دوسری کتاب کے چودھویں باب کو پڑھ کر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کس طرح حضرت عزیرؑ نے اپنے پانچ ساتھیوں سمیت چالیس دن تک تورات کو دوبارہ لکھا۔ کتاب مذکورہ کے چودھویں باب میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

’’دیکھو! اے خدا! مَیں جاؤں گا جیسا کہ تُو نے مجھے حکم دیا ہے۔ اور جو لوگ موجود ہیں مَیں اُن کو فہمائش کروں گا۔ لیکن جو لوگ بعد کو پیدا ہوں گے اُن کو کون فہمائش کرے گا۔ اس طرح دُنیا تاریکی میں ہے۔ اور جو لوگ اس میں رہتے ہیں بغیر روشنی کے ہیں۔ کیونکہ تیرا قانون جل گیا۔ پس کوئی نہیں جانتا ان چیزوں کو جو تُو کرتا ہے۔ اور ان کاموں کو جو شروع ہونے والے ہیں۔ لیکن اگر مجھ پر تیری مہربانی ہے تو تُو روح القدس کو مجھ میں بھیج اور مَیں لکھوں تمام جو کچھ کہ دُنیا میں ابتداء سے ہوا ہے اور جو کچھ تیرے قانون میں لکھا تھا۔ تا کہ تیری راہ کو پاویں اور وہ لوگ جو اخیر زمانے میں ہوں گے زندہ رہیں گے اور اُس نے مجھ کو یہ جواب دیا کہ جا اپنے راستے سے لوگوں کو اکٹھا کر اور اُن سے کہہ وہ چالیس دن تک تجھ کو نہ ڈھونڈیں۔ لیکن دیکھ تُو بہت سے صندوق کے تختے تیار کر اور اپنے ساتھ سیریا SIRIA ڈبریا DABRIA سیلیمیا SELEMIA اکانس ECANUS اور اسیل ESIAL کو لے۔ اور ان پانچوں کو جو بہت تیزی سے لکھنے کو تیار ہیں اور یہاں آ۔ اور مَیں تیرے دل میں سمجھ کی شمع روشن کروں گا۔ جو نہ بُجھے گی تاوقتیکہ وہ چیزیں پُوری نہ ہوں جو تو لکھنی شروع کرے گا‘‘ (آیت 2 تا 25)۔ غرض حضرت عزیرؑ اور پانچ زودنویس چالیس روز تک اوروں سے الگ تھلگ جا بیٹھے اور الہامی تائید سے انہوں نے چالیس دن میں دو سو چار کتابیں لکھیں‘‘ (آیت 44) جن میں نہ صرف تورات بلکہ وہ سب کتابیں جو حضرت موسیٰؑ سے لے کر حضرت عزیرؑ تک کے پیغمبروں کی طرف منسوب تھیں شامل ہیں۔

مزید برآں یہ کہ تاریخی طور پر اس بات کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا کہ یہودیوں میں تورات کو حفظ کرنے کا رواج ہو۔ بلکہ آج تک بھی یہود میں تورات کو حفظ کرنے کا عام رواج نہیں۔ اور جبکہ اُن میں حفظ کا رواج ہی نہیں تھا یہ کیونکر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جن لوگوں نے دوبارہ تورات کو لکھا تھا اُنہوں نے اُسے صحیح طور پر ہی لکھا تھا۔ تورات کی دوبارہ تدوین یہود کی جلاوطنی کے ایک لمبے عرصے بعد ہوئی ہے۔ بخت نصر یہود کو قید کر کے بابل لے گیا تھا اور وہاں اُس نے ایک مدّت تک اُن کو اپنی غلامی میں رکھا۔ یہ مُدّت قریبًا ساٹھ ستّر سال بنتی ہے (دیکھو تاریخ بائیبل مصنّفہ پادری ولیم۔ جی بلیکی۔ بارھواں باب) اس کے بعد جب سائرس فارس اور مید بادشاہ کا زور ہوُا تو اُس کے ساتھ یہود نے خفیہ سمجھوتہ کیا اور اس کے حملہ آور ہونے پر اندر سے اُس کی مدد کی۔ جس کی وجہ سے وہ بابل پر بہت جلد قابض ہو گیا۔ اس کے بعد انعام کے طور پر اُس نے بنی اسرائیل کو اپنے مُلک کی طرف واپس جانے کی اجازت دیدی۔ اُس وقت عزرا نبی کا زمانہ تھا اور انہی کے زمانہ میں دوبارہ تورات لکھی گئی۔ یہ سارا عرصہ قریبًا سو سال کا بنتا ہے اور ہر شخص قیاس کرسکتا ہے کہ اِس عرصہ میں کتنے لوگ زندہ رہے ہوں گے اور کتنے مرچکے ہوں گے۔ بخت نصر کے حملے اور عزرا نبی کے زمانہ میں سو سال کا جو وقفہ ہے اس میں اگر یہود کی تورات حفظ ہوتی تب بھی اتنے لمبے عرصہ کے بعد اس کے دوبارہ لکھا جانا یقینی نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔ کیونکہ بہت سے لوگ مرچکے ہوں گے۔ لیکن اُن میں تو حفظ کا رواج ہی نہیں تھا اس لئے انہوں نے جو کچھ لکھا قیاسی اور خیالی طور پر لکھا‘‘

(تفسیر کبیر جلد 08 صفحہ 416-418)

عزرا کے بعد کی بائبل کے نسخوں میں اختلاف

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’بائبل کے وہ نسخے جو عزرا نبی کے بعد تاریخی زمانہ میں لکھے گئے ہیں ان میں ہی کافی اختلاف ہے یہودیوں، سامریوں اور مسیحیوں کی بائبل کے نسخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ گو اصولی طور پر وہ متفق ہیں لیکن پھر بھی کافی اختلاف موجود ہے۔ جب یہ اختلاف تاریخی زمانہ کا ہے تو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ عزرا نبی سے پہلے زمانہ میں کیا کیا دست بُرد یہودی کتب میں کر چکے ہونگے‘‘

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 371)

حضرت عزیرؑ کی کتاب سے صداقت قرآن کریم کی دلیل

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’عزرا نبی کی کتاب باب 1 آیت 2 سے بھی قرآن کی صداقت ظاہر ہوتی ہے (حقائق الفرقان جلد 03 صفحہ 37) اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں: ’’شاہ فارس خورس یوں فرماتا ہے کہ خداوند خدا نے زمین کی سب مملکتیں مجھے بخشیں اور مجھے حکم کیا ہے‘‘ عزرا کی کتاب باب 1 آیت 2۔ اس سے ظاہر ہے کہ حسب کتب مقدسہ وہ حکم الٰہی کا پابند اور مملکتوں کا بادشاہ تھا‘‘

(حقائق الفرقان جلد 03 صفحہ 41)

اعلان وفات اور دعائے مغفرت

مکرمہ منصورہ نور بھٹی۔ جرمنی سے لکھتی ہیں

میرے والد محترم انوار الحق خان ابن مکرم عبد الرحیم خان 8 اگست 2022ء کو ربوہ میں وفات پا گئے 10 اگست کو مسجد منعم دارالنصر غربی میں آپ کی نماز جنازہ مکرم سید عابد علی شاہ مربی سلسلہ نے پڑھائی اور تدفین بہشتی مقبرہ نصیر آباد میں عمل میں آئی۔

آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت مولوی فتح دینؓ صحابی حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ہوا۔ والد صاحب 29 اپریل 1948ء کو خوشاب میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ ایف اے میں داخلہ لیا مگر مکمل نہ کر سکے کیونکہ گھریلو معاشی حالات کی وجہ سے انہیں اپنے بڑے بھائی ظفر اقبال خان صاحب کے ساتھ الیکٹرونکس کی دکان پر بیٹھنا پڑا۔ بھائی سے ہی کام سیکھا اور کام کرنا شروع کر دیا۔ آپ کی شادی مئی 1969ء میں مکرمہ نسیم بدر سے ہوئی جن سے اللہ نے آپ کو 6 بیٹیوں اور 2 بیٹوں سے نوازا۔ سب سے بڑی بیٹی تو بچپن میں فوت ہوگئی اور سب سے چھوٹی بیٹی فاخرہ 28 سال کی عمر میں آپ کی زندگی میں فوت ہوگئی وہ وقف نو کی تحریک میں شامل تھی اور گولڈ میڈلسٹ بھی تھی۔ اس کا گولڈ میڈل ہمارے والد مرحوم نے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور اقدس سے حاصل کیا۔

والد مرحوم خدمت دین کا بے مثال جذبہ رکھتے تھے۔ خوشاب اور ربوہ میں شعبہ وقف جدید اور وصایا کے علاوہ تنظیموں میں بھی کام کیا۔ وقف عارضی میں بھی حصہ لیتے رہے مقالہ نویسی میں بھی شرکت کی۔ کتب حضرت مسیح موعود، الفضل اور دیگر جماعتی رسائل کا باقاعدہ مطالعہ کرتے اور حضور کا خطبہ جمعہ غور سے سنتے۔

1974ء کے پر آشوب حالات میں بہت استقامت دکھائی۔ 3 ماہ دکان بند رکھنی پڑی۔ دکان کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی مگر ناکام رہی آپ کا گھر مسجد کے پڑوس میں تھا۔ دن کو مسجد میں اور رات کو بھائیوں کے ساتھ گھر کی چھت پر پہرہ دیا کرتے تھے۔

1977ء میں دار النصر غربی میں گھر بنایا اور 1980ء میں ربوہ منتقل ہو گئے 1984ء میں حضور خلیفۃ المسیح الرابع کی لندن ہجرت کے بعد جب خطبات کی ریکارڈنگ اور ترسیل کا نظام شروع ہوُا تو اس کا بھی حصہ رہے دسمبر 2004ء میں آپ پر برین ہیمرج کا حملہ ہوُا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو نئی زندگی بخشی اور پھر خدمت دین میں مصروف ہو گئے۔

صوم وصلوٰۃ کے پابند، باقاعدہ تلاوت کرنے والے، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے تھے۔ مالی قربانی کا خاص شوق تھا امانت دار اور خلافت کے وفادار تھے۔ کئی دفعہ قادیان کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے 2019ء میں اپنی بیٹیوں کے پاس جرمنی گئے تو جلسہ کے موقع پر حضور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی آپ باقاعدگی سے تہجد ادا کرنے والے تھے۔ پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرنا آپ کی اولین کوشش ہوتی۔ بیماری کی وجہ سے جب مسجد نہیں جا سکتے تھے تو گھر والوں کے ساتھ نماز باجماعت کا اہتمام کیا کرتے۔ آپ شریف النفس، باحوصلہ، تحمل المزاج، صابر وشاکر انسان تھے چہرے پر مسکراہٹ آپ کا نمایاں وصف تھا آپ شفیق باپ، اچھے شوہر، اچھے بھائی اور ایک فرمانبردار بیٹے تھے آپ باقاعدگی سے تہجد ادا کرنے والے تھے۔ پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرنا آپ کی اولین کوشش ہوتی بیماری کی وجہ سے جب مسجد نہیں جا سکتے تھے تو گھر والوں کے ساتھ نماز باجماعت کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

آپ کے بیٹوں اور بیٹیوں کے نام یہ ہیں: 1۔ عطاء الحق خان 2۔ احسن احمد خان 3۔ منورہ احمد زوجہ مبارک احمد شاہد 4۔ منصورہ نور بھٹی زوجہ عبد النور بھٹی 5۔ فائزہ ندیم زوجہ ندیم احمد 6۔ ساجدہ انوار زوجہ نعمان خاور

اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

مریم رحمٰن

حیاتِ نور الدینؓ

سوانحی خاکہ حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ

قسط 14 حصہ اول

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی کے تین حصے بنتے ہیں۔ پہلا وہ حصہ جس میں آپؓ حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے ملے نہ تھے۔ دوسرا وہ حصہ جس میں آپؓ اپنے آقا ومطاع سے شناسا ہو چکے تھے اور اپنا تن من دھن آپؑ کے قدموں پر نثار کر چکے تھے۔ جبکہ تیسرا وہ حصہ جس میں آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن فرمایا۔ مضمون ہذا میں زندگی کے ان تینوں حصوں کا سوانحی خاکہ سالوں کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کروں گی، آج حصہ اول پیش ہے۔ وباللہ التوفیق

حصہ اول

اس حصہ میں آپؓ کی پیدائش تا حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے پہلی ملاقات تک کے واقعات کا ذکر ہے۔

1834ء پیدائش

ایک جدید تحقیق کے مطابق حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پیدائش 1834ء کی ہے (بحوالہ الفضل آن لائن 11 اپریل 2020ء)

مقام تولد

آپ بھیرہ پاکستان کے محلہ معماراں میں پیدا ہوئے۔

والدین

آپ کے والد محترم کا نام حضرت حافظ غلام رسول صاحب ہے جبکہ والدہ کا نام حضرت نور بخت صاحبہ تھا۔

بھائی اور بہنیں

آپ کے چھ بھائی اور دو بہنیں تھیں جنکے معلوم نام مندرج ہیں:

1. مولوی سلطان احمد صاحب
2. مولوی غلام نبی صاحب
3. حکیم غلام احمد صاحب
4. مولوی محمد بخش صاحب
5. غلام محی الدین صاحب 6۔ نام معلوم نہیں ہے۔

بہنیں

1. محترمہ غلام بی بی صاحبہ
2. محترمہ امام بی بی صاحبہ

آپ کے والدین اور تمام بہن بھائی (ماسوائے ایک بہن کے) جماعت احمدیہ کے قیام سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ ایک بہن جو زندہ رہیں ان کا قادیان میں آنا ثابت ہے اور وہ احمدی بھی ہوگئی تھیں۔

ابتدائی تعلیم کا حصول

آپ نے اپنی والدہ کی گود میں ہی قرآن مجید نیز والدہ سے پنجابی اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔ کچھ حصہ قرآن مجید کا اپنے والد محترم سے بھی پڑھا۔ آپ کا بیان ہے کے والدہ کا عشق قرآن اس قدر تھا کہ حمل میں مجھے پیٹ کے اندر بھی قرآن کی آوازیں ہی سنائی دیں۔

1853ء

اس سال آپؓ اپنے بڑے بھائی مولوی سلطان احمد صاحب کے پاس لاہور آگئے اور یہاں منشی قاسم علی صاحب سے فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

1855ء

آپؓ لاہور سے واپس بھیرہ چلے گئے اور فارسی حاجی شرف الدین صاحب سے پڑھنی شروع کی مگر طبیعت اس سے مانوس نہ ہو پائی۔ عربی کی تعلیم مولوی سلطان احمد صاحب سے بھیرہ میں ہی حاصل کی۔

1858ء

آپؓ نے نارمل سکول راولپنڈی میں داخلہ لے لیا۔ تقسیم کسور و مرکب سیکھنے کے لئے آپ نے شیخ غلام نبی صاحب کی خدمات لیں۔ نیز علم اقلیدس منشی نہال چند سے سیکھا۔

سکول کی ہیڈ ماسٹری

آپ کو تحصیل کی سطح پر امتحان میں نمایاں کامیابی ملنے پر پنڈ دادنخان کے مڈل سکول کا ہیڈ ماسٹر بنا دیا گیا۔ اس سکول میں آپ چار سال تک ہیڈ ماسٹر رہے بعد ازاں سکول کی ہیڈ ماسٹری سے آپ نے خود استعفیٰ دے کر حصول علم کی غرض سے رام پور، مراد آباد اور لکھنؤ کا سفر کیا۔ رام پور میں آپ کا قیام تین سال رہا۔ اور قانون بوعلی سینا کا عملی حصہ آپ نے یہیں پڑھا اور اس کی سند حاصل کی۔

1864ء

سفر میرٹھ و دہلی و بھوپال۔ بھوپال میں مولوی عبد القیوم صاحب کی آپ کو کی گئی مشہور نصیحت کہ نہ خدا بننا نہ رسول بھی جماعتی لٹریچر کا حصہ ہے۔

1865ء-1866ء حج بیت اللہ

بھوپال سے الوداع ہوکر آپ برہان پور سٹیشن پہنچے وہاں سے بمبئی اور پھر مکہ کے لئے عازم سفر ہوئے۔ اور وہاں حج کی سعادت حاصل کی۔ مکہ معظمہ میں محمد حسین صاحب سندھی ایک بزرگ کے مکان پر رکے۔

جب بیت اللہ پر پہلی نظر پڑی تو یہ دعا کی کہ
میں جب ضرورت کے وقت تجھ سے مانگوں تو اس کو قبول کرلیا کر

مکہ میں آپ نے مختلف علماء سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ مدینہ میں حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر ان کی بیعت کی۔ اور وہیں پر آپؓ کو چالیس احادیث کا راوی بننے کا شرف حاصل ہوا۔

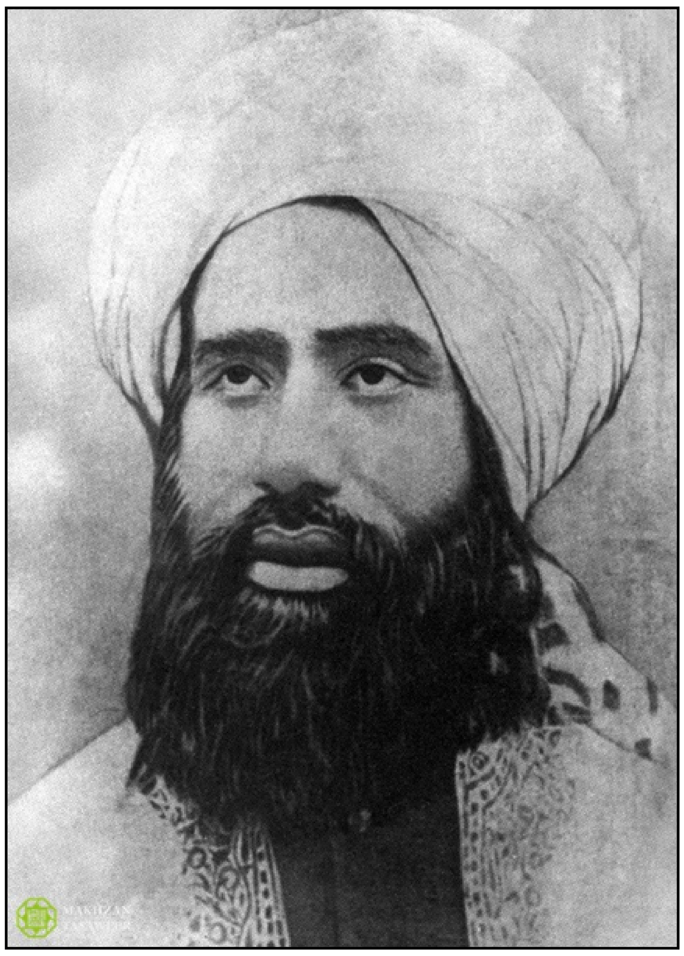

1868ء-1869ء دوسری مرتبہ حج کی سعادت

آپ دوبارہ مدینہ سے مکہ چلے گئے اور دوسری بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

1870ء - 1871ء

مکہ سے جدہ اور پھر وہاں سے بذریعہ جہاز آپ بمبئی آگئے۔ وہاں سے ریل پر سوار ہوکر دہلی آگئے۔ دہلی سے اپنے استاد حکیم علی حسین صاحب لکھنوی کے ہمراہ لاہور تشریف لائے۔ لاہور کے بعض مقامات میں قیام کے بعد آپ 1871ء میں واپس بھیرہ تشریف لے گئے جہاں اللہ کے فضل سے آپ کے والدین زندہ تھے لیکن کئی بھائی وفات پا چکے تھے۔

پہلی شادی

انہی سالوں میں آپ کی پہلی شادی محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ سے ہوئی جو شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی کی بیٹی تھیں۔

بھیرہ میں آتے ساتھ ہی آپ نے قرآن وحدیث کی درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمادیا نیز خدمت خلق کے جذبہ سے مطب بھی جاری فرمادیا۔

1877ء

آپ کے بڑے بھائی مولوی سلطان احمد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے بھوپال کا سفر کیا اور وہاں ملازمت بھی کی۔ پھر بھیرہ واپس آگئے۔ اور طبابت شروع کر دی۔

جموں میں ملازمت

انہی دنوں لالہ متھراداس جو کہ والئی جموں مہاراجہ رنبیر (یا رندھیر) سنگھ کے عہد میں پولیس آفیسر تھے اور بھیرہ سے تعلق رکھتے تھے سل کی وجہ سے بیمار ہوکر بھیرہ آئے۔ آپؓ نے انکا کامیاب علاج کیا جسکی شہرت ہوئی۔ نیز انہی دنوں دیوان کرپارام جو کہ وزیر اعظم کشمیر تھے پنڈ دادنخان سے گزرے اور ان تک بھی اس علاج کی شہرت پہنچی۔ انہوں نے نیز لالہ متھراداس نے مہاراجہ کے سامنے آپؓ کے علم وفضل کا ذکر کیا تو مہاراجہ نے لالہ جی سے ہی کہا کہ مولوی صاحب کو جاکر بھیرہ سے لے آؤ۔ چنانچہ متھرا داس نے آپ تک مہاراجہ کا یہ پیغام پہنچایا۔

بقیہ صفحہ 9 پر

حدیث کا تعارفی مطالعہ

محمد عمر تماپوری۔ بھارت

حدیث کے لغوی معنی جدید یعنی نئی چیز کے ہیں۔شرعی اصطلاح میں حدیث ہر اس قول وفعل اور تقریر کو کہتے ہیں جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ حدیث کے بغیر قرآن کریم پر عمل کرنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔حدیث کے بغیر قرآن کریم کو صحیح طور پر سمجھنا بھی کٹھن ہے۔قرآن کریم ساری دنیا کے انسانوں کے لیے نہایت متوازن اور معتدل نظام زندگی اور نظام عمل پیش کرتا ہے۔لیکن اس نظام کو سمجھنے کے لیے ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور تشریح کی ضرورت ہے۔اگر حدیث کو قرآن پاک سے الگ کیا گیا تو قرآن پاک کا یہ نظام ناقابل فہم ہوگا یہی وجہ ہے کہ مخالفین اسلام سب سے زیادہ احادیث کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث قابل اعتماد نہیں کیونکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو سو سال بعد لکھی گئی ہیں اور کوئی بات اتنی مدت بعد کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔ہاں یہ بات جاننے کی ضرورت ہے کہ احادیث کو لکھنے کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہی شروع ہوا تھا صحابہ کرام اپنے طور پر احادیث کے مجموعے تیار کر کے اور لکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور سُناتے تھے۔یہ لکھنے کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں۔ہاں جہاں قرآن اور سُنت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اس حدیث کو چھوڑ دیں۔‘‘

(ریویو بچکڑالوی وبٹالوی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 212)

حدیث کو سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ قرآن کریم قیامت تک کے لئے ہے اور ایک حکیمانہ اور جامع ومانع دستور ہدایت ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ نے تمام شرعی احکام اور اصول اجمالی طور پر بیان فرما دیئے ہیں۔قرآن کریم نے زیادہ تر مسائل کے کلمات یا ان کی اصل روح بیان کر دی ہے اور ایسے انداز میں بیان کئے ہیں جو صرف لغت کی کتابوں کی ورق گردانی سے حاصل نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے لیے ایک معلم اور مفسر کی ضرورت ہے۔جو قرآن قیامت تک کے لئے معیارحق بنایا گیا ہو جس کے ذریعے ہر انسان کے اچھے اور برے اعمال کو پرکھا جاتا ہو جس کے ماننے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے اور اس کے منکرین کو جہنم کے عذاب سے ڈرایا جاتا ہو تو ایسی محکم اور فیصلہ کن کتاب کا معلم وہی ہوسکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خود معلم قرار دیا ہو۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيۡكُمۡ وَيُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُعَلِّمُكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۵۲﴾

(البقرة: 152)

جیسا کہ تم لوگوں میں ہم نے رسول بھیجا جو تم ہی میں سے ہے۔وہ ہماری آیات پڑھ کر تم کو سناتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب الٰہی کی تعلیم دیتا ہے اور سمجھ کی باتیں بتاتا ہے جن کو تم جانتے بھی نہ تھے۔

اور پھر قرآن کریم نے ہی ہمیں بتایا ہے اقوال کی طرح آپ کے افعال اور اعمال بھی ہم سب کے لیے بہترین نمونہ عمل ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ

(احزاب: 22)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے جس کی پیروی اور اتباع کے بغیر تم اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے۔پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ

(ال عمران: 32)

آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم میری اتباع کرو۔اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔بہرحال قرآن پاک کی تعلیم اور تفسیر کا کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا گیا اور آپ نے اپنے افعال اور اعمال کے ذریعے پورے 23 سال قرآن پاک کی تعلیم اور قرآنی احکامات اور ہدایات کی تفسیر اور تشریح بیان فرمائی۔یہی افعال اور اقوال حدیث کہلاتے ہیں۔انہی کے ذریعہ ہم قرآن کریم کے مفہوم اور معنی سمجھ سکتے ہیں کیونکہ قرآن کریم اجمالی طور پر حکم دیتا ہے نماز پڑھو،روزہ رکھو،زکوٰۃ ادا کرو لیکن اس کی وضاحت نہیں کرتا کہ ہم نماز میں کتنی رکعتیں پڑھیں،روزہ کی کیا نوعیت ہے،زکوٰۃ کتنی رقم پر کتنی ادا کی جائے،یہ سب باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال سے معلوم ہوتی ہیں اور یہی تمام حدیث کہلاتی ہیں۔اس وضاحت سے بخوبی اندازہ ہوا ہوگا کہ حدیث قرآن پاک کی تفسیر بھی ہے اور تشریح بھی ہے۔جس طرح ہم قرآن کی تعلیم کا اہتمام اور احترام کرتے ہیں اسی طرح ہم کو حدیث کا احترام کرنا ضروری ہے۔جس طرح قرآن سے ثابت احکام پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح حدیث سے ثابت احکام پر بھی عمل کرنا ضروری ہے اسی لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیتے ہیں یا جو بات کہتے ہیں وہ وحی الٰہی کے عین مطابق ہوتا ہے اس بات کی تصدیق خود قرآن کریم کرتا ہے:

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰىؕ﴿۴﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰىۙ﴿۵﴾

(النجم: 4-5)

یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے۔یہ تو ایک وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔

حدیث کی تین اقسام ہیں۔قولی حدیث،فعلی حدیث،تقریری حدیث

قولی حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ حدیث قولی کہلاتے ہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ہمارے درمیان اور ان (کافروں) کے درمیان امتیاز کرنے والا عمل نماز ہے جس نے اسے ترک کر دیا وہ کفر سے قریب ہوگیا۔یہ حدیث قولی حدیث کہلاتی ہے۔

فعلی حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا یا لوگوں کو کر کے دکھایا وہ فعلی حدیث کہلاتی ہے جیسا کہ آپ نے روزہ رکھا،افطاری اور سحری کی وغیرہ عملی طور پر کر کے دکھایا یہ فعلی حدیث کہلاتی ہے۔

تقریری حدیث: حدیث کی اصطلاح میں تقریر سے مراد قائم رکھنا ہے۔کوئی ایسا کام جو اسلام سے پہلے لوگوں کے عمل میں رہا ہو۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہی عمل کیا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں خاموشی اختیار کی ہو۔نہ کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی منع فرمایا گویا خاموشی سے منظوری دی ہو۔یہ بھی حدیث کی ایک قسم ہے۔

حدیث سے متعلق چند ضروری اصطلاحات

1. **سند:** سند کے لفظی معنی سہارے کے ہیں۔سند کو سند اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے جو حدیث بیان کی جاتی ہے کہ اس کی ثقاہت اور صحت کا انحصار اسی پر ہوتا ہے۔اصطلاح میں سند لوگوں کے اس سلسلے کو کہتے ہیں جس پر سند ختم ہو جائے۔
2. **متن:** لغت میں زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جو سطح سے کچھ اونچا ہو اور اصطلاح میں متن حدیث اس حصے کو کہتے ہیں جس پر سند ختم ہو جائے۔
3. **روایت:** کسی حدیث کو بیان کرنا روایت کہلاتا ہے اور اس بیان کرنے والے کو راوی کہتے ہیں۔
4. **صحابی:** ایسے شخص کو صحابی کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور ایمان کی حالت میں اس شخص نے وفات پائی ہو۔جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ۔
5. **تابعی:** وہ لوگ جنہوں نے ایمان کی حالت میں کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور ایمان ہی کی حالت میں وفات پائی ہو۔جیسے امام محمد،امام شافعی،امام مالک وغیرہ۔
6. **محدث:** وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو حدیث کی خدمت تعلیم وتعلّم کے لئے وقف کر لیا ہو اور علم حدیث میں مہارت رکھتے ہوں۔جیسے امام بخاری،امام مسلم وغیرہ۔جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے لکھنے اور لکھانے کا کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی سے شروع ہوا تھا مثلاً:

اسلامی ریاست کا دستور: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو اسلامی حکومت کے نظم ونسق کے لئے ایک دستور تیار کیا گیا جو زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق تقریباً 52 دفعات پر مشتمل تھا اور اس کو لکھ لیا گیا تھا۔

معاہدے اور صلح نامے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کو بہتر بنانے کے لیے معاہدے اور صلح نامے بھی لکھوائے جن میں صلح حدیبیہ سب سے زیادہ مشہور ہے۔

مردم شماری: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی جسے باقاعدہ لکھا گیا۔

کتابت حدیث کا حکم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ سے حدیث سنتا ہوں جو مجھے اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن بھول جاتا ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو (یعنی لکھ لیا کرو) اور اپنے ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ فرمایا۔

بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی دور میں مختلف حکمرانوں اور بادشاہوں کے نام خطوط لکھے۔

عہد صحابہ کرام کے مجموعے: صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بھی احادیث کی تحریریں اور چھوٹے چھوٹے صحیفوں کے علاوہ احادیث کی ضخیم کتابیں بھی لکھی گئیں اور خطوط کے ذریعے بھی

روایت حدیث کا طریقہ رائج ہوا۔اس طرح وہ تحریری سرمایہ جو صحابہ کرام کے زمانے کے بعد تابعین نے انجام دیا اس کی فہرست بہت طویل ہے۔اس میں ایک نام بہت اہم ہے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز جو ماہ صفر 99 ھ میں منصب خلافت پر فائز ہوئے اور جب 101ھ میں وفات پائی۔آپ نے اپنے دور خلافت میں احادیث نبویہ کی تدوین سرکاری انتظام سے جس بڑے پیمانے پر کرائی اور حضرت ابن شہاب زہری (50ھ 124ھ) نے اس میدان میں جو کام کئے وہ قابل قدر اور عظیم الشان ہیں۔

صحاح ستّہ حدیث کی 6 صحیح کتابیں

1۔ **بخاری:** یہ کتاب محمد بن اسماعیل البخاری کی کتاب ہے۔اس کتاب کے ذریعے امام بخاری کی شہرت ہوئی۔یہ کتاب 18سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ اور اس کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے۔اس کتاب میں تقریباً 7300 سے کچھ زائد احادیث ہیں۔

2۔ **مسلم:** اس کتاب کے تدوین کنندہ کا نام مسلم بن حجاج ہے۔کنیت ابوالحسن۔اس کتاب میں مکررات کو نکالنے کے بعد چار ہزار حدیث جمع ہیں اور امام مسلم نے اپنی کتاب میں ایک سیر حاصل دیباچہ علم حدیث پر تحریر کیا ہے۔امام بخاری کی کتاب کے بعد سب سے مستند ہے۔

3۔ **ترمذی:** اس مجموعہ حدیث کو ترمذی شریف کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس کے مرتب کا نام محمد بن عیسیٰ الترمذی ہے۔کنیت ابوعیسیٰ ہے۔ترمذی بہت مشہور، مفید تصنیف ہے۔اس کو فقہی انداز پر ترتیب دیا گیا ہے۔

4۔ **ابو داؤد:** 4800احادیث نبوی کا مستند مجموعہ ہے جس کو امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی کے نام سے مشہور ہیں۔آپ نے اسے پانچ لاکھ احادیث میں سے منتخب فرمایا ہے۔

5۔ **ابن ماجہ:** یہ مجموعہ چار ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔اس کے مؤلف ابوعبداللہ بن یزید القزوینی ابن ماجہ ہیں۔آپ ابن ماجہ کے نام سے مشہور ہیں۔بعض محدثین اس مجموعہ کو صحاح ستہ میں شامل نہیں کرتے کیونکہ ان میں ضعیف احادیث موجود ہیں۔کچھ لوگ اس کے بجائے مؤطا امام مالک کو صحاح ستہ میں شامل کرتے ہیں۔

6۔ **نسائی:** 15761احادیث پر مشتمل ہے۔اس میں صحیح اور حسن دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں۔آپ کا نام احمد بن شعیب ہے۔ 215 ھ میں پیدا ہوئے اور 303ھ میں وفات پائی۔خراسان کے مشہور شہر ’’نساء‘‘ کے رہنے والے تھے۔تقویٰ اور زہد میں بلند مقام حاصل کیا۔امامت حدیث کا مرتبہ نصیب ہوا آپ کی کتاب کا نام سنن نسائی ہے۔صحاح ستہ میں چھٹا مقام حاصل ہے۔

امام بخاری 194ھ تا256ھ۔ امام مسلم 202ھ تا 261ھ۔ امام ترمذی 209ھ تا279ھ۔

امام ابو داؤد 202ھ تا275ھ۔ امام ابن ماجہ 209 ھ تا 275ھ۔

امام نسائی 215ھ تا303ھ۔

امام مالک 93ھ تا179ھ۔

بقیہ: حیاتِ نورالدین...... از صفحہ 7

اس کے بعد آپؓ جموں پہنچے اور آپ کی تنخواہ ابتدا میں دو صد مقرر ہوئی پھر پانچ صد تک پہنچ گئی۔

سوامی دیانندسرسوتی پر اتمام حجت

اسی سال آپ لاہور آئے تو پنڈت دیانند سے بھی آپؓ نے گفتگو کی۔ اور آپؓ کے مقابلہ پر وہ کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔

1879ء

اس سال کشمیر میں سخت قحط پڑا۔آپؓ نے بوجہ قحط رونما ہونے والی ہیضہ کی وباء کے دنوں میں عظیم الشان طبی خدمات سرانجام دیں۔جس پر مہاراجہ نے خوش ہوکر آپ کو قیمتی خلعت بطور انعام نوازی۔

فصل الخطاب فی مسئلۃ فاتحۃ الکتاب:

اسی سال کتاب فصل الخطاب فی مسئلۃ فاتحۃ الکتاب شائع ہوئی۔

1880ء

مولوی محمد حسین بٹالوی کی تجویز پر بننے والی انجمن حمایت اسلام کے ممبر بنے اور 60 روپیہ سالانہ چندہ کا وعدہ بھی کیا نیز 100روپیہ یکمشت چندہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔

1881ء

اس سال آپ نے ایک ماہ کا جموں کا سفر کیا اور اسی دوران آپ نے قرآن کریم کے 14 پارے حفظ کر لئے۔

1882ء حضرت مسیح موعودؑ سے پہلا غائبانہ تعارف

اس سال آپ کا پہلی دفعہ حضرت مسیح موعودؑ سے غائبانہ تعارف گورداس پور کے ایک صاحب شیخ رکن الدین صاحب کی معرفت ہوا۔ جنہوں نے بتایا کہ قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد نے اسلام کی حمایت میں رسالے لکھے ہیں (غالباً اس سے مراد براہین احمدیہ تھی)۔آپؓ نے یہ سن کر خط لکھ کر یہ کتابیں منگوائیں اور یوں جموں میں حضورؑ کا چرچا شروع ہوگیا۔

نیز ریاست کے وزیر اعظم دیوان اننت رام یا دیوان گوبندسہائے سے آپ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک اشتہار نشان نمائی کی عالمگیر دعوت ملا۔

1884ء

آپ اس سال پھر انجمن حمایت اسلام کے ممبر بنے اور اس کی ترقی کے لئے ہرممکن مدد قلم ومال کے ذریعہ سے کی۔

نوٹ:(مضمون ہذا کا مواد تاریخ احمدیت جلدسوم،مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین اور حیات نور سے لیا گیا ہے)

اے خدا بر تربت او بارشِ رحمت بار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

(جاری ہے)

ایڈیٹر کے نام خط

الفضل آن لائن کو مبارک ہو

مکرمہ نبیلہ رفیق فوزی ناروے لکھتی ہیں:

مورخہ 31/ اگست 2022ء کو ’’ادارہ الفضل آن لائن‘‘ کی طرف سے لجنہ کی تنظیم کے سوسال پورا ہونے پر ’’لجنہ اماء اللہ‘‘ کے مقاصد پر جو کتاب تیار کروائی ہے اس کا ایک پرچہ خاکسار کو بھی تحفۃً دیا گیا ہے۔ جزاك اللہ

اس تحفے کے ساتھ خاکسار کو اپنی بزرگ ننھیالی اور ددھیالی خواتین، والدہ اور سینکڑوں دیگر بزرگ، صحابیات، خاندان مبارکہ کی خواتین فعال، وفادار، مخلص اور ہر رنگ اور ہر حال میں قربانی میں پیش مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بنائی گئی تنظیم میں شامل روحوں کا خیال آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دُنیا سے گزر جانے والی ان نیک روحوں کو اپنے قرب میں جگہ دے یہ تنظیم ان ابتدائی اور ان کے بعد آنے والی لجنات کی تنظیم ہے۔ پودا انہوں نے لگایا پھل ہم کھا رہے ہیں۔محنت ہمارے بزرگوں نے کی ہم اس سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ۔ ’’الفضل آن لائن‘‘ کو مبارک ہو جس نے سب سے پہلے لجنہ جوبلی کے لیے کتاب بنا کر ہمارے ہاتھوں میں تھما دی۔ ماشاء اللہ کتاب میں بہت جامع مضامین ہیں۔مضامین کا انتخاب بہت ماہرانہ طریق پر کیا گیا ہے۔

ایک نئے قاری کے لئے اس میں اس لئے دلچسپی ہے کہ تنظیم کے بننے کی وجہ تسمیہ اور مقاصد سب ہی بڑی آسانی سے سمجھ آجاتے ہیں اور پرانی ممبرات کے لئے یہ آئینہ ہے۔ پڑھتے ہی سو سال کی تاریخ ذہن میں گھومنے لگتی ہے۔

بہت دلچسپ کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ٹیم کو اور اسکے بنانے میں جس جس نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے اجر عطا کرے۔ آمین۔

عامر حسین خالد محمود۔ ناروے

34واں سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ ناروے

محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال مجلس انصار اللہ ناروے اور مجلس خدام الاحمدیہ ناروے کو اپنا سالانہ اجتماع ایک ساتھ مورخہ 13۔14اگست 2022ء کو بیت النصر اوسلو میں منعقد کرنے کی توفیق ملی، الحمد للہ۔ گزشتہ دو سال کرونا کی وبانے جہاں تمام دنیا میں نظام زندگی کو متاثر کیا وہاں جماعتی و تنظیمی پروگرام اور اجتماعات بھی متاثر ہوئے۔ دو سال بعد منعقد ہونے والے اجتماع میں امسال انصار نے تمام پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور حاضری بھی ریکارڈ رہی۔ الحمد للہ۔ اجتماع کا نصاب اردو اور نارویجین زبانوں میں تمام انصار کو بذریعہ زعماء مجالس کئی ماہ پہلے بھیج دیا گیا تھا۔ حاضری کے لئے بھی خصوصی یاددہانی کروائی جاتی رہی۔

پہلا دن مورخہ 13/ اگست 2022ء بروز ہفتہ

دن کا آغاز نماز تہجد اور فجر کی نماز سے کیا گیا۔ 09:30بجے رجسٹریشن کے ساتھ ناشتہ اور انصار کے لئے شوگر اور بلڈ پریشر ٹیسٹ کرنے کا انتظام کیا گیا تھا جس سے بہت سے انصار نے استفادہ کیا۔ ڈاکٹر صاحبان نے انصار کو مفید مشوروں سے بھی نوازا۔

تقریب پرچم کشائی

پرچم کشائی کی تقریب مسجد بیت النصر کے گراسی پلاٹ میں منعقد ہوئی۔ مجلس انصار اللہ کا جھنڈا مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب صدر مجلس انصار اللہ ناروے نے جبکہ نارویجین جھنڈا مکرم یونیب سرور صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ ناروے نے بلند کیا۔ اس کے بعد صدر مجلس انصار اللہ ناروے نے اجتماع کی دعا کروائی اور نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔

افتتاحی تقریب

مجلس انصار اللہ ناروے اور مجلس خدام الاحمدیہ ناروے کے اجتماع کی مشترکہ افتتاحی تقریب زیر صدارت مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں

صاحب نائب امیر و مشنری انچارج ناروے ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ مکرم عطاء الودود صاحب نے سورۃ احزاب آیت 41 تا 58 کی تلاوت پیش کی جبکہ اُردو ترجمہ عزیزم راحیل احمد ناصر صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر صدر مجلس انصار اللہ مکرم احمد رضوان صادق صاحب کے ساتھ عہد دہرایا۔ کلام محمود سے نظم

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

مکرم و محترم عبدالمنعم ناصر صاحب نے خوش الحانی سے پیش کی۔

افتتاحی خطاب میں مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نے بتایا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ مجلس انصار اللہ ناروے 34واں جبکہ مجلس خدام الاحمدیہ ناروے 41واں اجتماع منعقد کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ یہ اجتماعات ہماری تربیت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی مجالس کے قیام کی غرض تربیت ہی بیان کی ہے۔ اس کے بعد آپ نے بتایا کہ اسلام کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

ہر نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

آپ نے تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش اور اس میں بڑھنے کی تلقین کی۔ اس کے علاوہ بنیادی اسلامی عقائد کا ذکر کیا۔ باجماعت نماز کے قیام کے ساتھ تلاوت قرآن کریم اور قرآن حفظ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ اگر ہم ان اُمور کی حفاظت کر لیں تو پھر ہم اپنے بچوں کی اچھی تربیت کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

آخر پر مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں نائب امیر و مشنری انچارج نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد مکرم ڈاکٹر صفدر صاحب قائد تربیت انصار اللہ نے مقابلہ جات کے سلسلہ میں ضروری عمومی ہدایات دیں۔ اسی طرح مکرم طاہر محمود صاحب قائد صحت وجسمانی نے ورزشی مقابلہ جات کے بارہ میں ہدایات دیں۔ جس کے بعد مقابلہ جات شروع ہوئے۔

ورزشی مقابلہ جات

ورزشی مقابلہ جات کے لئے تمام انصار مسجد بیت النصر کے قریب ہی میدان میں جمع ہوئے۔ موسم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی خوشگوار تھا۔ ان مقابلوں میں گولہ پھینکنا (صفِ اول، دوئم)، 100میٹر دوڑ (صفِ اول، دوئم)، 400 میٹر دوڑ، فٹ بال، رسہ کشی اور میوزیکل چیئر کے مقابلے شامل تھے۔

تمام انصار نے جوش وخروش سے مقابلوں میں حصہ لیا۔ اور ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی بھی کی۔ مقابلوں کی جگہ پر شکنجبین اور پھلوں سے ریفریشمنٹ کا بھی انتظام تھا جسے تمام انصار نے بہت پسند کیا۔ تمام ورزشی مقابلہ جات آج کے دن ہی مکمل ہوئے۔ مقابلوں کے بعد 4 بجے

نماز ظہر وعصر ادا کی گئی جس کے بعد کھانا تقسیم کیا گیا۔

علمی مقابلہ جات

شام 5 بجے علمی مقابلہ جات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ آج کے علمی مقابلوں میں تلاوت قرآن پاک، حفظ قرآن کریم، نظم اور دینی معلومات کا پرچہ شامل تھے۔ یہ مقابلے تقریباً 07:30 بجے شام ختم ہوئے۔ آخر میں تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

دوسرا دن مورخہ 14اگست 2022ء بروز اتوار

آج بھی صبح نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ آج کے پروگرام کی باقاعدہ کاروائی سے پہلے ناشتہ کا بھی انتظام کیا گیا۔ جس میں روایتی ناشتے کے علاوہ نہایت لذیذ پائے بھی پیش کیے گئے جسے انصار نے بہت پسند کیا۔ گذشتہ روز کی طرح آج بھی بلڈ پریشر اور شوگر ٹیسٹ کی سہولت دی گئی تھی جس سے انصار نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

دوسرا اجلاس

پروگرام کے مطابق 10:45بجے دوسرے دن کا باقاعدہ آغاز زیر صدارت مکرم احمد رضوان صادق صاحب صدر مجلس انصار اللہ ناروے ہوا۔ مکرم صداقت احمد بشارت صاحب نے سورۃ جمعہ کی تلاوت اور ترجمہ پیش کیا۔ جبکہ نظم مکرم رانا طاہر محمود صاحب نے کلام محمود سے پڑھی۔

ہو فضل تیرا یارب
یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اُسی میں
جس میں تیری رضا ہو

مکرم احمد رضوان صادق صاحب صدر مجلس انصار اللہ ناروے نے اپنے خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی سے استفادہ کرتے ہوئے سادہ الفاظ میں انسان کی طبعی، اخلاقی اور روحانی حالتوں، جنہیں قرآن کریم نے نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کی حالتیں کہا ہے، کا تفصیل سے ذکر کیا۔ نیز ان ذرائع کا بھی ذکر کیا جن سے ہم اپنی حالتوں کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنی روحانی حالت کو بہتر بنانے اور لقاء الٰہی کے لئے سلام اور دعاء فاتحہ ہی بہترین ذرائع ہیں۔ اس کے علاوہ صدر

صاحب نے مل کر حافظ قرآن بننے کی طرف توجہ دلائی۔جس میں ساٹھ انصار آدھ آدھ پارہ حفظ کر کے پورے قرآن کے حافظ بن سکتے ہیں۔ انصار کو آدھ سپارہ حفظ کرنے کے لئے دو سال کا ٹارگٹ دیا گیا۔ آخر میں صدر مجلس نے تمام شاملین اور کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔

علمی مقابلہ جات

آج کے مقابلوں میں تقریر، فی البدیہہ تقریر، کوئز از کتاب دیباچہ تفسیر القرآن و عام سوالات اور بیت بازی شامل تھے۔ یہ تمام مقابلے بہت دلچسپ رہے۔اور ان مقابلوں میں انصار نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ 3 بجے نماز ظہر وعصر ادا کی گئی اور کھانا تقسیم ہوا۔

اختتامی تقریب وتقسیم انعامات

4بجے مشترکہ اختتامی تقریب زیرصدارت مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب نیشنل امیر ناروے ہوئی۔ مکرم صداقت احمد بشارت صاحب نے سورۃ جمعہ آیت 1تا5 کی تلاوت مع ترجمہ پیش کی۔ مکرم احمد رضوان صادق صاحب صدر مجلس انصار اللہ ناروے نے عہد دہرایا۔ زین محمود صاحب نے درثمین سے کلام

نورفرقاں ہے جوسب نوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

خوش الحانی سے پڑھا۔

اس کے بعد مکرم چوہدری ظہور احمد منیر صاحب نیشنل امیر ناروے نے مقابلے جیتنے والے خدام و انصار میں انعامات تقسیم کئے۔ اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اجتماع کا مقصد تقوی میں ترقی کرنا بتایا۔ اور بتایا کہ قرآن پاک کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتادیا کہ یہی وہ کتاب ہدایت جس میں کوئی شک نہیں۔اس سلسلہ میں آپ نے احادیث اور اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش فرمائے۔ آخر میں دعا کروائی اور یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اجتماع کے تمام پروگرام بخوبی انجام پائے اور انصار کی حاضری 115رہی۔ الحمد للہ

شمیم احمد نیر

’’تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے‘‘

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔

(الحجرات:13)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوا تو حالت کشف میں میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا۔ اے جبرائیل! یہ کون ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت وآبرو سے کھیلتے تھے یعنی ان کی غیبت کرتے اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: آنحضرت ؐ سے غیبت کا حال پوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اسے برا لگے غیبت ہے۔ اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے اور تو بیان کرتا ہے تو اس کا نام بہتان ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 60)

ایک اور جگہ فرمایا تم کو چاہیئے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سردست جوش نہ دکھلایا جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ درست ہوجاوے قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہوجاتا ہے....جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے...وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سومرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 60-61)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: اب جوغیبت کرتا ہے وہ روزہ کیا رکھتا ہے۔ وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ہی ایسا بد آدمی ہوتا ہے. جو اپنے مردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے۔ مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں دیکھ سکتا۔ ایک صوفی نے کشفی طور پر یہ دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی. تب اس سے قے کرائی گئی تو اس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن سے بو بھی آتی تھی۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 7)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: پھر غیبت کرنا ہی برا نہیں...بلکہ غیبت سننا بھی برا ہے۔ کیونکہ جو غیبت سنتے ہیں۔ وہ غیبت کراتے ہیں...پس مومن کو چاہیئے کہ اگر کوئی اس کے سامنے کسی بھائی کی غیبت کرے تو وہ اس کا رد کرے۔ یعنی جو بات بیان کی جائے۔ اس کے رد کرنے کی اس کے پاس وجوہات ہوں. تو ان کو پیش کرے اور اگر اسے رد کرنیکی کوئی بات معلوم نہ ہو اور سمجھ میں نہ آئے تو غیبت کرنے والے کو روکے اور اگر وہ نہ رکے تو اس کے پاس سے اٹھ کر چلا آئے۔

(خطبات محمود جلد ششم صفحہ 530)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: عہد بیعت میں بھی یہ بات داخل ہے کہ میں غیبت نہیں کرونگا، میں بدظنی نہیں کرونگا لیکن کچھ ایسا چسکا ہے، ایسی مصیبت ہے اور یہ بیماری ہر گھر گھر میں، سینے سینے میں داخل ہوئی ہوئی ہے اور اتنی عادت ہے خصوصاً عورتوں میں کہ وہ برداشت نہیں ہوتا ان سے کہ کسی کی برائی دیکھیں یا سنیں اور وہ آگے نہ پہنچائیں. دیکھ کر پہنچانا بھی بہت بری بات ہے لیکن سنکر پہنچانا افک بھی بن جاتا ہے اور غیبت بھی بن جاتی ہے اور پھر چسکے پورے کرنے کے لئے وہ ظن بھی کرتی ہیں اور من گھڑت باتیں بناکر بہتان میں بھی داخل ہوجاتی ہیں اور یہ بیماری مردوں میں بھی آتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ہمارے معاشرے کا برا حال ہے۔

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 61)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’رسول اللہ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہوا اعمال نامہ لایا جائے گا وہ اس کو پڑھے گا پھر کہے گا اے میرے رب میں نے دنیا میں فلاں فلاں نیک کام کئے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں تمہارے اعمال نامہ سے مٹا دی گئی ہیں دیکھیں غیبت کی وجہ سے وہ تمام نیک کام نماز، روزے، صدقے، کسی غریب کی خدمت کرنا سب نیکیاں نامہ اعمال سے مٹادی گئیں صرف اس لئے کہ وہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا، اس بارہ میں جتنی احادیث پڑھیں، خوف بڑھتا چلا جاتا ہے اس کا ایک ہی علاج ہے کہ آدمی ہروقت استغفار کرتا رہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 574)

آیئے! ہم سب مل کر اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے غیبت کے خلاف جہاد کا اعلان کریں اور اس بات کا عہد کریں کہ نہ خود کسی کی غیبت کریں گے اور نہ سنیں گے اور غیبت سے بچنے کے لئے ہر وقت استغفار میں مشغول رہیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں غیبت سے محفوظ رہنے کے لئے ہروقت استغفار کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ہمیں غیبت کو ترک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

دعا کا تحفہ

الٰہی پناہ میں آنے اور ہر قسم کے شر سے بچنے کی دعا

حضرت عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ قرآن کی آخری تین سورتیں رات کو سوتے وقت پڑھ کر سویا کرو۔ ان جیسی کوئی چیز نہیں جس سے پناہ مانگی جائے۔ (نسائی)

سورۃ الناس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۲﴾ مَلِکِ النَّاسِ ﴿۳﴾ اِلٰہِ النَّاسِ ﴿۴﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ﴿۵﴾ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ﴿۶﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ﴿۷﴾

تو کہہ کہ میں تمام انسانوں کے رب سے (اس کی) پناہ طلب کرتا ہوں (وہ رب) جو تمام انسانوں کا بادشاہ (بھی) ہے۔ اور تمام انسانوں کا معبود (بھی) ہے (میں اس کی پناہ طلب کرتا ہوں) ہر وسوسہ ڈالنے والے کی شرارت سے جو (ہر قسم کے وسوسے ڈال کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ (اور) جو انسانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کر دیتا ہے۔ خواہ وہ (فتنہ پرداز) مخفی رہنے والی ہستیوں میں سے ہو۔ خواہ عام انسانوں میں سے ہو۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 44)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

DAILY ONLINE ALFAZL LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION — Download on the App Store — Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: تفسیر کبیر کا ایک اختصاصی مطالعہ...... از صفحہ 4

ساتھ فقہی پیچیدگیاں شامل ہو جاتی ہیں۔ فقہ کی اصل غرض تو یہ ہوتی ہے کہ جو مسائل الٰہی کتاب میں نص کے طور پر نہیں آئے ان کا استخراج کیا جائے۔ لیکن آہستہ آہستہ جب فقہ میں ضعف آتا ہے تو خود اصل مسائل میں تصرّف شروع ہو جاتا ہے۔ اسی قسم کی نقائص کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو اباحت کی طرف لے جاتے ہیں اور کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو ظاہر کی طرف انتہا درجہ کی شدت کے ساتھ بلاتے ہیں یہی حال رسول کریمؐ کے زمانہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کا تھا اگر یہودیوں نے سزا کی تعلیم پر بے انتہا زور دیا تھا۔ تو عیسائیت نے نرمی کی تعلیم پر بے انتہا زور دے دیا۔ اب یہ دونوں مسائل ہی ضروری تھے لیکن یہودی فقہ اور عیسائی فقہ نے ان دونوں کو الگ الگ احکام کی شکل میں بدل دیا۔ جب اسلام آیا تو اس نے اس پیچیدگی کو بالکل دور کر دیا اور غلط فقہ کا تعلیم پر جو اثر تھا اس کو دھو دیا مثلاً اسلام نے بھی کہا ہے کہ دانت کے بدلے دانت آنکھ کے بدلے آنکھ اور کان کے بدلے کان۔ مگر اسلام نے اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا عفو بڑی اچھی چیز ہے تمہیں اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے اسی طرح اسلام نے بھی یہی کہا کہ نرمی اور عفو بڑی اچھی چیز ہے مگر ساتھ ہی کہا کہ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ (الشوریٰ:41) اُسی وقت عفو جائز ہے جب عفو کے نتیجہ میں مجرم کی اصلاح کی امید ہو۔ اگر یہ خیال ہو کہ عفو مجرم کو اور بھی بگاڑ دے گا اور اُسے بُرے اعمال پر اور زیادہ جرأت دلا دے گا تو اس وقت عفو سے کام لینا تمہارے لیے جائز نہیں۔ غرض یہودی تعلیم میں یہ زور کہ ضرور دانت کے بدلہ میں دانت توڑو۔ آنکھ کے بدلہ میں آنکھ پھوڑو اور کان کے بدلہ میں کان کاٹو، فقہ کا ہی نتیجہ تھا ورنہ موسیٰؑ کی تعلیم میں یہ بات نہ تھی۔ اسی طرح عیسائیت کی تعلیم میں یہ بات کہ تم ضرور معاف کرو اور اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو تم اپنا دوسرا گال بھی اس کی طرف پھیر دو فقہ کی وجہ سے ہی تھی ورنہ حضرت مسیحؑ تو صاف کہتے ہیں کہ میں تورات کو بدلنے کے لیے نہیں آیا۔ جب وہ تورات کو بدلنے کے لیے نہیں آئے تو اُس کے قانون سزا کو وہ کلیۃً کس طرح مٹا سکتے تھے۔

غرض وہ فقہی پیچیدگیاں جو یہودیوں اور عیسائیوں نے پیدا کر دی تھیں اور غلط فقہ کی وجہ سے جو نقائص رونما ہو گئے تھے قرآن کریم نے ان سب کو دُور کر دیا ہے اور یہی قرآن کریم کا مطہر یعنی دُھلا دُھلایا ہونا ہے۔ کہ اُس نے ایسی تعلیم دی جو ہر قسم کی پیچیدگیوں سے پاک ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ 363-364 پرنٹ ویل امرتسر 2010ء)

اسلامی قانون کی خوبی بیان کرتے ہوئے آپ سورت بنی اسرائیل کی آیت 35 وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡیَتِیۡمِ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ حَتّٰی یَبۡلُغَ اَشُدَّہٗ ۪ وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَہۡدِ ۚ اِنَّ الۡعَہۡدَ کَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۵﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

’’بچے زیادہ طور پر اتفاقی حادثات کے نتیجہ میں یتیم ہوتے ہیں جن میں قتل، وبائیں وغیرہ شامل ہیں۔ پس قتل کے حکم کے بعد جس سے دو گھروں میں بچے یتیم رہ جائیں گے مقتول کے گھر میں بھی اور قاتل کے گھر میں بھی۔ جب وہ قتل کی سزا میں قتل کیا جائے گا۔ یتامیٰ کے حقوق کو بیان کیا۔ اس بارہ میں فرماتا ہے کہ یتامیٰ کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ یعنی صرف ایک طریق ایک کے مال پر تصرف کرنے کا ہے کہ اس سے بہتر سے بہتر نتیجہ پیدا کیا جائے۔ یعنی صرف یہی نہیں کہ ان کے مال کو ناجائز طور پر استعمال نہ کرو بلکہ ان کو اس طرح استعمال کرو کہ وہ مال بڑھیں اور یتیموں کا فائدہ ہو اس آیت میں اسلامی نظام کا ایک اور ایسا حکم بیان کیا گیا ہے جس میں اسلام دوسرے مذاہب سے ممتاز اور منفرد ہے یتیموں سے حسن سلوک کا حکم تو سب مذاہب میں ملتا ہے۔ لیکن یہ حکم کہ ان کے اموال کی حفاظت کرو اور ان کو بڑھانے کی کوشش کرو۔ کسی اور مذہب میں نہیں ملتا۔ گویا اس آیت میں ایک عام کورٹ آف وارڈز مقرر کیا گیا ہے یعنی نابالغوں کی جائیداد کی حفاظت کرنے والا محکمہ۔ آج کل مغربی حکومتوں کے ماتحت اس حکم پر عمل ہو رہا ہے۔ مگر اس خیال کی بنیاد اسلام ہی نے آج سے تیرہ سو سال پہلے قائم کی ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 332 پرنٹ ویل امرتسر 2010ء)

(باقی آئندہ بروز منگل ان شاءاللہ)

ایک سبق آموز بات

ہندو مذہب میں پردہ

ہندو مذہب کی مقدس کتاب رامائن میں آیا ہے جب راون شری رام کی بیوی سیتا کو اٹھا کر لے گیا تو شری رام نے اپنے بھائی لکشمن سے کہا جاؤ تم اپنی بھابھی سیتا کو تلاش کر کے لے آؤ۔ لکشمن نے اپنے بھائی شری رام کو جواب دیا میں اپنی بھابھی سیتا کو کیسے تلاش کروں اور کیسے پہچانوں؟ میری نظر تو ہمیشہ بھابھی سیتا کے پیروں پر ہی رہی ہے۔ پیروں سے اوپر میری نظر کبھی بھی نہیں اٹھی۔ پردہ کا رواج صرف مذہب اسلام ہی میں نہیں، ہندو مذہب میں بھی ملتا ہے۔

مرسلہ: محمد عمر تماپوری۔ بھارت

فقہی کارنر

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں عام لوگ صرف اپنے اعمال پر پردہ ڈالنے کے لئے چلے جاتے ہیں۔ یہ خرابی مسلمانوں میں مردوں میں بالعموم اور عورتوں میں بالخصوص پائی جاتی ہے۔ عورتیں کہتی ہیں کیا کریں، بچے ہیں، گھر کا کام ہے۔ اس لئے نماز نہیں پڑھ سکتیں۔ بھلا ایسا بھی کوئی گھر ہے جو بچوں سے خالی ہو۔ یا ایسی عورت ہے جس کو گھر کا کام نہ ہو۔ مرد باہر کا کام کرتا ہے اور عورت گھر کا کام کرتی ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جو نماز میں روک پیدا کر سکے۔ پس میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ زکوٰۃ دو، حج کرو۔ یہ احکام تمہیں معلوم ہیں اور معلوم ہونے کے بعد تم ان میں کوتاہی کرتی ہو۔ تو اس کا علاج میرے قبضہ میں نہیں۔ میں صرف ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، ذکر الٰہی وغیرہ روحانی غذائیں ہیں۔ جس طرح تمہارا جسم غذا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح تمہاری روح بھی غذا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ تمہارا جسم بے شک زندہ رہے گا۔ لیکن تمہاری روح کے اندر قابلیت نہیں رہے گی۔ کہ تم خدا تعالیٰ سے مل سکو۔ وہ فضل جو عام ہے مثلاً کھانا وغیرہ ملنا یہ ایک الگ چیز ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت وہ ہوتی ہے کہ اس سے ایسا تعلق پیدا ہو جائے کہ کسی نہ کسی رنگ میں وہ اپنی مرضی ظاہر کرتا رہے۔ اور یہ چیز ان چیزوں کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مُردہ زندہ والا کام نہیں کر سکتا۔

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول جلد 2 صفحہ 51-52)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

20/ستمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:53	18:19
مدینہ منورہ	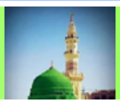	04:51	18:20
قادیان		04:54	18:28
ربوہ		04:34	18:08
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:16	19:07